مؤکد ترین سنتِ مطہرہ

داڑھی مبارک

داڑھی کی اہمیت، داڑھی مومن کا تاج، داڑھی کی شرعی مقدار

مؤلف
علامہ عبدالخالق توکلی

مؤکدہ ترین سنتِ مطہرہ

داڑھی مبارک

(واجب کا درجہ)

(داڑھی کی اہمیت، داڑھی مومن کا تاج، داڑھی کی شرعی مقدار)

عبدالخالق توکلؔی

(ریٹائرڈ سینئر سبجیکٹ سپیشلسٹ)

گورنمنٹ کالج برائے تربیتی اساتذہ، فیصل آباد

041-8784141

0333-9926213

نام کتاب .... داڑھی مبارک

مصنف/مؤلف/مترتب .... عبدالخالق توکلّی

پروف ریڈنگ .... عبدالخالق توکلّی

ایڈیشن .... اوّل (2010)

تعداد 500

کمپوزنگ .... شیخ آصف حسین (الحسن کمپوزنگ سنٹر فیصل آباد)

50/-

فہرست

انتساب

بصد عقیدت ومحبت حقیرانہ وعاجزانہ نذرانہ

بحضور سید الاوّلین والآخرین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

جن کی بزرگ اور روشن سنتِ مطہرہ کی اتباع ہی باعثِ نجات دنیاوی واخروی ہے
راقم ناکارہ بندۂ پر تقصیر اپنے شیخ ومربی خواجہ صدیق احمد ہاشمی سیدوی مجددی قادری توکلی
قدس سرہ الصمد کا وسیلہ جلیلہ برائے شرفِ قبولیت پیش کرتا ہے۔

عبدالخالق توکلّی

"فَاتَّبِعُوْنِیْ" پر عمل کئے بغیر ہر جہاں میں ذلت ہی ذلت ہے۔

کی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اسوۂ حسنہ سرکارِ دو عالم حبیب ربّ رحیم و کریم علیٰ حبیبہا الصلوٰۃ والسلام پر عمل پیرا ہونے
والا ہر ایک ذلّت ، قلّت اور علّت سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرف تحسین و توثیق

جناب علامہ سید غلام دستگیر زیدی مدظلہ العالی

جہاں تک داڑھی مبارک کا معاملہ ہے یہ سنتِ موکدہ ہے۔اس سے انحراف باعث گناہ ہے۔یہ ملت اسلامیہ کے ہر فرد کا شعار، مرد کی پہچان، چہرے کی زینت اور مردانگی کی شناخت ہے۔سنت کی پیروی کرنا زندگی کے ہر شعبہ میں انتہائی ضروری ہے۔اُسوہ مبارک سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہی دنیاوی کامیابی اور اخروی نجات کی ضامن ہے۔میرے شیخ صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

یک زمانہ اتباعِ مصطفٰے
بہتر از سلطانی ارض و سما

ریش مبارک تو ایک اہم سنت ہے۔اسی کے پیش نظر محترمی محمد عبدالخالق توکلی صاحب نے جید علمائے کرام کی تحریروں کے بحر ذخار میں غوطہ زنی کرتے ہوئے نہایت عرق ریزی سے گوہر ہائے مقصود چن چن کر صفحۂ قرطاسی کی زینت بنایا ہے قرآن و حدیث کے علاوہ بے شمار علمائے کرام اور محدثین والاتبار کے حوالہ جات سے اس گلدستہ کو مزین کیا ہے۔اس طرح اس گئے گزرے زمانے میں ایک اہم سنت مبارک کو زندہ کرنے کے لئے قدم اٹھایا ہے۔سارا مواد اور بیان بالکل درست اور مستند ہے۔رب کریم ان کی مساعی کو قبولیت کا شرف بخشے،اخروی نجات کا ذریعہ بنائے اور صاحب سنت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصی شفاعت نصیب فرمائے۔آمین۔

خاکپائے درویشاں
سید غلام دستگیر عفی عنہ
گلستان کالونی۔فیصل آباد
رجب المرجب 1430ھ

تاثرات

مفتی فیصل عباس مدظلہ العالی

زیرِنظر کتابچہ داڑھی کے متعلق انتہائی مختصر اور جامع ترین کوشش و کاوش ہے۔ جس میں قاری کو نہایت دلنشین پیرائے میں داڑھی کی اہمیت و فضیلت سے آگاہی ملے گی۔ مختلف علماء کی محققانہ تحریروں کا نچوڑ ایک جگہ پر جمع کر دیا گیا ہے اور علمائے حق کی تعلیمات کے عین مطابق و موافق ہے۔ عوام و خواص اور چھوٹے بڑے سبھی حضرات مستفید ہو سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مؤلف جناب پروفیسر محمد عبدالخالق توکلی صاحب کے اس حکیمانہ، واعظانہ اور عالمانہ اقدام کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور عمر خضریٰ بابرکت عطا فرمائے۔ میں تہہ دل سے اس پرخلوص کاوش پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

مفتی فیصل عباس
ایم اے، بی ایڈ، فاضل دارالعلوم نعیمیہ لاہور
خطیب جامع مسجد اللہ اکبر، آب پارہ ہاؤسنگ سکیم
رائے ونڈ روڈ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد و نعت

الحمدللّٰہ رب العالمین○ الصّلوٰۃ والسلام علٰی رحمتہ للعلمین وعلٰی عبادہ الصّالحین○

چند متفرق جملے متعلقہ نعت وشانِ رسالت مآب ﷺ

سیدنا ومولانا وسید الاوّلین والآخرین اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے بے مثل بندے اور رسول ہیں۔ خاص حبیب ہیں سراجاً منیراً ہیں۔ جب آپ کلام فرماتے تو آپ کے اگلے دانتوں سے نور نکلتا ہوا دکھائی دیتا...... جب آپ تبسم فرماتے تو دہن مبارک سے نور کی شعاعیں نکلتی تھیں، تاریکی میں ایسے دیکھتے جیسے روشنی میں دیکھتے تھے......

آپ کے مسکرانے کی کیا بات ہے
ہر طرف روشنی ہی روشنی ہو گئی

آگے پیچھے یکساں دیکھتے تھے۔ خون مبارک، لعاب مبارک، پسینہ مبارک، بول و براز، بال مبارک کے بے شمار معجزات وخصائص ہیں۔ آپ کی سماعت کا یہ حال تھا کہ آسمان کی وہ آواز جو ملائکہ کے بوجھ سے آسمان سے نکلتی ہے سماعت فرماتے ...... جہاں سے آپ گزرتے خوشبو ہی خوشبو پھیل جاتی۔

کہ دیتی ہے شوخی نقشِ پا کی
ابھی اس راہ سے گذرا ہے کوئی

حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے 71 کتب سیر وحدیث کے مطالعہ سے ایک بات مسلمہ حقیقت کی طرح پائی کہ اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کو ابتدائے دنیا سے لے کر اس کے ختم ہونے تک جو عقل عطا فرمائی ہے وہ رسالت مآب ﷺ کی عقل کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسی دنیا کی تمام ریت کے درمیان ریت کا ایک ذرہ۔ یہی حال آپ کے علم کا تھا۔ حضور پرنور نورٌ علٰی نور کے پسینہ سے نور پھوٹتا معلوم ہوتا۔

اس پیکر خاکی میں کون خراماں ہے
اک نور کا دریا ہے اک حسن کا طوفاں ہے

غرضیکہ ہر بارے میں آپ ﷺ اس کے مصدق ہیں:

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

پیش لفظ (از کاتب الحروف)

پڑھنے کی استدعا

1) بعد از فراغت سرکاری ملازمت از شعبۂ درس و تدریس اپنی خرابی صحت وغا مساعد حالات کے باوجود سیرتِ طیبہ اور اسلامی تعلیمات بمطابق علمائے راسخین پورے عزمِ صمیم اور ذوقِ سلیم کے ساتھ مختلف مترجم کتب کی مدد سے لکھنے لگا۔ دسترس در بے مثل زبان عربی نہ ہونے کا قوی احساس دامنگیر تھا اور ہے مگر جدّی پُشتی مذہبی وراثۂ ذوقِ سلیم کا عطیہ لکھنے پر ترغیب دیتا رہا۔ اور مزید برآں آستانہ و خانقاہ توکلیہ محبوبیہ صدیقیہ سیدا شریف تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاؤ الدین سے وابستگی و نسبت کے باعث اس معمول میں بتدریج اضافہ دراضافہ ہوتا رہا ہے۔ الحمد للہ! یہ نسبت اُس وقت سے ہے جب سے ہوش سنبھالی۔ خواجہ صدیق احمد ہاشمی سیدی رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلۂ بیعت قائم ہوا۔ جن کا کوئی قول یا فعل عمر بھر شریعت و سنت بلکہ اسلامی طریقت کے بھی خلاف نہ ہوا۔ اور جو کہ سیّدنا و سیدی خواجہ توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کے معنوی فرزند اور مراد بھی تھے متوفی 17 ربیع الثانی 1394ھ (11 مئی 1974)۔ مزار پُر انوار بمقام سیدا شریف۔ الحمد للہ! آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے جگر گوشہ صاحبزادہ کرنل الطاف محمود ہاشمی دامت برکاتھم العالیہ ان کے نقش قدم پر کماحقہ، عمل پیرا ہیں۔ دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لیے دن رات کمال مجاہدہ و جدو جہد فرما رہے ہیں۔ سُخنے، درمے، قدمے ہر طرح کی بے مثل قربانی سے دریغ نہیں فرماتے۔ عرصہ دو سال سے تحریک ذکر الٰہی شروع فرمائی جو کہ مختلف مقامات پر دن دونی رات چوگنی ترقی پر ہے۔ جناب صاحبزادہ صاحب ان صفات کے مکمل طور پر مصداق ہیں:

نگہ بلند ، سخن دلنواز ، جاں پُر سوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لیے

لاہوری درویش حکیم الامت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے یہ جن حضرات کے لیے فرمایا ان میں سے جناب کرنل صاحب بھی راقم کی ناقص بصیرت کے مطابق ایک برگزیدہ ہستی ہیں:

یہ دَور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے

2) سوال: اس کتاب میں (جو آپ کے مبارک ہاتھ میں ہے) کیا ہے؟

جواب: 1)۔ سنت مبارکہ آنجناب رسالت مآب ﷺ کی اہمیت افادیت از ارشادات عالیہ حضور جناب امام ربّانی مجدّ دالف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ۔

2)۔ داڑھی کی اہمیت، شرعی حکم از حضرت جناب مفتی محمد امین صاحب نقشبندی۔ (تلخیص)

3) حضرت علامہ محمد الیاس عطار قادری کے بیان کا خلاصہ

4) داڑھی پر اہم بیان از جناب شیخ صہیب احمد مدینہ یونیورسٹی۔

5) مواد از جناب شیخ سید احمد عروج قادری مدیر ماہنامہ زندگی رامپور بحوالہ ماہنامہ بینات۔ کراچی۔ ذی الحجہ 1382ھ

6) مستند مواد "العجالہ" جمادی الآخر 1386ھ

7) دیگر علمائے کرام کے ارشادات بحوالہ تفسیر نعیمی، بہار شریعت، احیاء العلوم

8) مستند بیان از فتاویٰ رضویہ جلد 22

9) تلخیص بیان از مفتی فیصل عباس جامعہ نعیمیہ لاہور

3) راقم کو اپنی نااہلی اور خامیوں کا قوی احساس ہے۔ جسمانی تکالیف و امراض بے شمار، روزانہ کسی نئی اذیت کا اضافہ۔ تنہائی بسا اوقات۔ بہر حال الحمد اللہ! کوتاہیوں سے درگزر کیجئے۔ رہنمائی اور دعائے خیر سے مرحمت فرمایئے۔ مالی منفعت بھی مقصود نہیں۔ بارگاہِ رب العزت میں تمام کتب کی قبولیت اور اپنی مغفرت کی عاجزانہ درخواست ہے، بحرمت حضور جناب رحمتہ اللعلمین ﷺ قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

راقم کا مختصر تعارف:

تعارف کسی شخصیت کا ہوتا ہے۔ یہ راقم ناکارہ اور بالکل نکما ہے تاہم چند معلومات برائے اشاعت کتب۔ نام مع ولادت محمد عبدالخالق توکلی بن مولوی کریم بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ مجاز حضرت خواجپوری رحمۃ اللہ علیہ) بن مولانا صوفی نور ماہی رحمۃ اللہ علیہ (بے لوث مبلغ اسلام) بن محمد بوٹا رحمۃ اللہ علیہ

۔1937-06-02 بمقام کھڈور صاحب ضلع امرتسر،
تعلیمی قابلیت ایم۔اے اردو و علوم اسلامیہ۔بی۔ایڈ شعبہ: درس و تدریس۔سیرت طیبہ اور اسلامی تعلیمات پر بعد از فراغت ملازمت سرکاری (1997) کتب اسلامی لکھنے میں رات دن گذر رہے ہیں۔

تالیفات وغیرہ (نمبر 1 تا 40) کے نام کتاب ہذا کے آخر پر ہے۔

سنت مطہرہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت

سیّدنا و سیّدی امام ربّانی مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی قدس سرّہ العزیز (وصال 28 صفر 1034ھ) مکتوبات شریف میں تحریر فرماتے ہیں۔(نوٹ: راقم ہیچمدان صرف بعض ارشادات عالیہ بطور تلخیص لکھے گا۔متفرق)

1) حضور خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل محبوبیت تک لے جانے والا ہے۔(مکتوب شریف 41۔دفتر اول)

2) سنت مطہرہ کی فرمانبرداری کریں۔بدعت ناپسندیدہ سے بچیں۔

3) سعادت مند وہ ہے جو اس غربت میں متروکہ سنتوں میں سے کسی سنت کو زندہ کرے۔ سنت عہد نبوت کے بُعد کے باعث پوشیدہ ہوگئی ہے۔اب ایسے بہادر جوانمرد کی ضرورت ہے جو سنت کی مدد کرے۔بدعت کو جاری کرنا دین کی بربادی کا موجب ہے۔بدعتی کی تعظیم کرنا اسلام گرانے کا باعث ہے۔اسلام کی رسوم تبھی قائم رہ سکتی ہیں جب کہ سنت کو جاری کیا جائے اور بدعت کو دور کیا جائے۔حدیث میں ہے ہر بدعت گمراہی ہے۔سلامتی سنت کے بجالانے پر موقوف ہے اور خرابی بدعت کے حاصل کرنے پر وابستہ ہے۔اسی وقت تمام جہان بدعتوں کے بکثرت ظاہر ہونے کے باعث دریائے ظلمات کی طرح نظر آرہا ہے۔سنت پر عمل ظلمت کے کم ہونے اور نور کے زیادہ ہونے کا باعث ہے۔

صوفیائے وقت بھی اگر کچھ انصاف کریں تو چاہئے کہ سنت کے ماسویٰ اپنے پیروں کی

تقلید نہ کریں۔اتباع سنت نجات دینے والی اور خیرات و برکات بخشنے والی ہے۔غیر سنت کی تقلید میں خطر در خطر ہیں۔(مکتوب مبارک 23۔دفتر دوم)

4) حق تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کے طفیل ہمارے ظاہر و باطن کو سنت کی متابعت سے آراستہ پیراستہ فرمائے۔رب تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا:انّك لمن المرسلين وعلىٰ صراط مستقيم (سورۃ یٰسین) بے شک تو مرسلین میں سے اور راہ راست پر ہے۔
آنحضرت ﷺ کی ملت کو صراط مستقیم کہا۔اسی لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: سب ہدایتوں سے بہتر ہدایت محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔نیز آپ ﷺ نے فرمایا:مجھے میرے رب نے ادب سکھایا اور میری تعلیم و تادیب اچھی طرح کی۔باطن ظاہر کو پورا کرنے والا ہے۔مثلاً زبان سے جھوٹ نہ بولنا شریعت ہے۔اور دل سے جھوٹ کا خطرہ دور کرنا طریقت اور حقیقت ہے۔
(ماخوذ صحیفہ شریف 41۔دفتر اول)

5) مکتوب شریف 42۔دفتر اوّل کے بعد بعض ارشادات عالیہ بابب سنت مطہرہ:دل سے زنگار (زنگ) کو دور کرنے والی بہتر چیز حضرت مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی بزرگ اور روشن سنت کی فرمانبرداری ہے۔(سنت کی پابندی بہت بڑی نعمت ہے)اس کے لیے مبارک بادی ہے جس کو اس بھاری نعمت کا شرف ملا اور افسوس ہے اس پر جو اس اعلیٰ دولت سے محروم رہا۔

6) حقیقت میں ظاہر دولت یہ ہے کہ اپنے ظاہر کو شریعت مصطفوی ﷺ کے احکام سے آراستہ کیا جائے اور سعادت باطنی یہ ہے کہ باطن کو ماسوائے حق کی گرفتاری سے آزاد کیا جائے۔

کار ایں است دغیر ایں ہمہ ہیچ

ترجمہ: کام اصلی ہے یہی باقی ہے ہیچ۔

7)

تمام رات نہ اس غم سے مجھ کو نیند آئی
کہ سویا کس کی بغل میں تو رات بھر مری جاں

ترجمہ: بدعتی کی صحبت کا فساد کافر کی صحبت کے فساد سے زیادہ تر ہے (مکتوب 54۔دختر اول)

8) اسلام کی غربت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ کفار کھلم کھلا اسلام پر طعن اور مسلمانوں کی مذمت کرتے ہیں۔ مسلمان (حکمران) اسلام کے احکام جاری کرنے سے رکے ہوئے ہیں۔ شرائع کے بجالانے میں مذموم اور مطعون ہیں۔ (مکتوب 65۔ دفتر اوّل)

9) نجات کا مدار دو چیزوں پر ہے۔ اوامر بجالانا اور نواہی سے رک جانا (مکتوب 65۔ دفتر اول)

10) وہ شریعت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئی ہے تمام گذشتہ شریعتوں کا خلاصہ اور اقتباس ہے۔ اس شریعت کی تصدیق کرنے والے تمام امتوں سے بہتر ہیں۔ اور اس شریعت کو جھٹلانا گذشتہ تمام شریعتوں کا جھٹلانا ہے۔

محمد عربی کہ آبروئے ہر دوسراست
کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سراد

11) حق تعالیٰ ہم میں اور تم میں غیرت اسلامی کو زیادہ کرے۔ کافر چاہتے ہیں کہ اسلامی احکام بالکل دور ہو جائیں۔ اسلام اور اہل اسلام کا کچھ اثر نہ رہے۔ (صحیفہ شریفہ 81۔ دفتر اول)

12) بزرگی سنت کی تابعداری پر وابستہ ہے۔ مثلاً دوپہر کا سونا (قیلولہ) جو سنت سمجھ کر ہو کروڑ شب بیداریوں سے جو اس تابعداری کے موافق نہ ہو اولیٰ و افضل ہے۔ (ہر کام کی قبولیت کا انحصار اور اجر و ثواب کا مدار نیّت پر ہے۔ راقم)

13) سب سے اعلیٰ نصیحت یہی ہے کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا دین اور متابعت اختیار کریں (مکتوب 13۔ دفتر دوم)

14) سنت کی فرمانبرداری کریں۔ اور بدعت ناپسندیدہ سے بچیں۔ سعادت مند وہ ہے جو اس غربت میں متروکہ سنتوں میں سے کسی سنت کو زندہ کرے اور مستعملہ بدعتوں میں سے کسی بدعت کو مارے۔ (مکتوب شریف 23۔ دختر دوم)

15) جب اس وقت کے پیروں کو اپنی خبر نہیں اور کفر و ایمان کا پتہ نہیں تو پھر خدا تعالیٰ کی کیا خبر بتلائیں گے اور مریدوں کو نسا راستہ دکھلائیں گے۔ ایسے مرید پر ہزار افسوس ہے کہ اس طرح

کے پیر پر اعتقاد رکھ کر بیٹھ رہے اور دوسرے کی طرف رجوع نہ کرے۔ اور خدا تعالیٰ کا راستہ تلاش نہ کرے۔ یہ شیطانی خطرات ہیں۔ (صحیفہ شریفہ 63۔ دختر دوم)

(16) بلند روحانی عروج کے حصول کے بعد مزید قرب کے مراتب قرآن مجید کی تلاوت اور نماز کی طول قرآت کے ساتھ ادا کرنے پر وابستہ ہیں۔ (مکتوب گرامی 25۔ دختر دوم)

(17) پنج وقتی نماز کو سستی اور کاہلی کے بغیر شرائط اور تعدیل ارکان کے ساتھ ادا کریں۔ اپنے اوقات کو کھیل کود میں صرف نہ کریں۔ یہ ایک قسم کا زہر ہے جو شہد میں ملا ہوا ہے۔ اور سُم قاتل ہیں جو شکر سے آلودہ ہے۔ جھوٹ بولنے اور بہتان لگانے سے پرہیز کریں۔ یہ دونوں بری عادات تمام مذہبوں میں حرام ہیں۔ ان کے کرنے والے پر بڑی وعید (عذاب کی خبر) آئی ہے۔ خلقت کے عیوب کو ڈھانپنا، ان کے قصوروں سے درگذر اور معاف کرنا بڑے عالی حوصلہ والے لوگوں کا کام ہے۔ اپنی تقصیروں کو نظر کے سامنے رکھنا چاہئے۔ عقاید کو درست کرنے اور احکام فقیہہ کے بجا لانے کے بعد اپنے اوقات ذکر الٰہی میں بسر کریں۔ اگر احکام شرعیہ میں سستی کی جائے تو مشغول اور مراقبہ کی لذت وحلاوت برباد ہوتی ہے

یہ مکتوب شریف نمبر 34۔ دفتر سوم۔ سیدنا وسیدی امام ربانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب میر محمد امین رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ رحمۃ اللہ علیہا کی طرف لکھا ہے۔ اس میں سے چند نصائح راقم نے اپنے عنوان سے ہٹ کر نقل کر دی ہیں تا کہ ہم مسلمان بھی آ گاہ ہو کر عمل پیرا ہوں اور نجات پا سکیں۔

بحوالہ صحیفہ شریفہ 41۔ دفتر دوم۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ترجمہ: شرک میری امت میں اس چیونٹی کی رفتار سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے اور جو سیاہ رات میں سیاہ پتھر پر چلتی ہے۔ فرمایا شرکِ اصغر سے بچو۔ عرض کیا گیا شرک اصغر کیا ہے۔ فرمایا: ریا' شرک وکفر کی رسموں کی تعظیم کو شرک میں بڑا دخل ہے اور رسوخ ہے۔ کفر سے بیزار ہونا اسلام کی شرط ہے۔ شرک سے پاک ہونا توحید کا نشان ہے۔ (مکتوب 41۔ دفتر سوم)

خلاصہ بیان جناب مفتی محمد امین صاحب وامت برکاتھم العالیہ

داڑھی کی اہمیت

پہلے چند نکاتِ زریں:

قبر جنت کے باغوں میں سے باغ یا دوزخ کا گڑھا۔ بجلی کی لوڈشیڈنگ سے ہمیں کس قدر تکلیف! بوجہ گرمی۔ اگر قبور میں جہنم کا دروازہ کھل گیا تو کیا بنے گا؟

بیان متعلقہ داڑھی: مؤکدترین سنت مطہرہ۔ مرد کے لیے داڑھی رب العزت کا عطیہ۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ: کچھ فرشتے یوں کہتے ہیں پاک ہے وہ ذات جس نے بنی آدم کے مردوں کو داڑھی سے زینت عطا فرمائی۔ (احیاء العلوم)

سب سے پہلے قوم لوط نے شیطانی آواز کی تعمیل کی اور داڑھی منڈوانا شروع کی۔ (در منثور) ہند میں یہ خباثت شیطان انگریز کی وساطت سے لایا۔

ارشادات مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام:

1۔ "اے میری امت! مشرکوں کی مخالفت کرو مونچھیں پست کرو اور داڑھی بڑھاؤ (مسلم و بخاری)

2۔ ترمذی شریف میں بھی حکم یہی ہے۔

3۔ طبرانی میں بھی یہی حکم ہے۔ سکھ اپنے گرو کے کہنے پر داڑھی نہ منڈائے اور مسلمان اس سنت موکدہ کو پامال کرے۔

امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے لمعۃ الضحیٰ میں داڑھی کے متعلق 165 احادیث نقل فرمائی ہیں۔ حضور پرنور مصطفیٰ نور صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک گھنی تھی اور سینہ کو بھرتی تھی۔ عظیم اللحیہ (داڑھی مبارک بڑی) شیخین رضی اللہ عنہ کی داڑھی مبارک بھی گھنی۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی داڑھی مبارک پتلی اور لمبی۔ شیر خدا رضی اللہ عنہ کی داڑھی مبارکہ عریض تھی اور سینہ مبارک کو بھرتی تھی۔

شرعی حکم:

1۔ داڑھی کا مونڈنا حرام ہے۔ (اشعۃ اللمعات۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

2۔ داڑھی منڈانا حرام ہے۔ شرح شفا۔

3۔ فتح المبین، لمعۃ الضحیٰ، درمختار، میں بھی یہی عبارتیں ہیں۔

فیصلہ:

داڑھی کی حد قُبضہ (مٹھی بھر ہے) اس سے کم کی تو مسنون داڑھی نہ ہوگی۔ آج کل کے مسلمانوں کے بارے میں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلمان ہیں جن کو دیکھ کر شرمائیں یہود
یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تم مسلمان بھی ہو

خلاف پیمبر کسے را گزید کہ ہر گز بمنزل نخواہد رسید
مپندار سعدی کہ راہِ صفا
نتواں رفت جز درپہ مصطفیٰ

(شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ)

سیدنا امام ربانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

قیامت کے دن عذاب سے نجات اور ہمیشہ کی کامیابی سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے ساتھ منسلک کردی گئی ہے۔ فتویٰ: بلاشبہ داڑھی کترے فاجر فاسق ہیں (علامہ ابوالبرکات سید احمد)

فتویٰ: حسب فتویٰ کبیری وشامی داڑھی کترانے والا فاسق ہے ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ اگر توبہ نہ کرے۔ (مولانا مفتی مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ خطیب مسجد فتح پوری دہلی) (تلخیص۔ ماخوذ ''داڑھی کی اہمیت'' از حضرت مفتی محمد امین صاحب مدظلہ، ناشر تحریک تبلیغ الاسلام فیصل آباد)

مولانا محمد الیاس عطار قادری مدظلہ کا بیان

شیطان لعین نے رب تعالیٰ کو چیلنج کیا تھا" ......اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دیں گے"۔ پ5 ع15۔ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ط

اس کی تفسیر و تشریح آگے آئے گی۔ داڑھی منڈوانے والا شیطان مردود کا فرمانبردار ہے۔ داڑھی منڈانا بھی تغیر خلقِ اللہ ہے۔

شیطان کے حکم کی تعمیل پہلے پہل قومِ لوط نے کی۔ دس برے کاموں کی وجہ سے قومِ لوط ہلاک کی گئی جن میں سے لواطت، شراب پینا، داڑھی منڈانا اور مونچھیں بڑھانا بھی ہے (درِ منثور)

1) حدیث مبارکہ: "جو ہمارے غیر کی سنت پر عمل کرے وہ ہمارے گروہ سے نہیں ہے" (مُسند الفردوس)

2) حدیث شریف ترجمہ: "جو میری سنت پر عمل نہ کرے وہ مجھ سے نہیں" (ابن ماجہ شریف)

3) حدیث شریف ترجمہ: "جو میری سنت سے منہ پھرے گا وہ میرے گروہ سے نہیں"

نہ اُٹھ سکے گا قیامت تلک خدا کی قسم
کہ جس کو تو نے نظر سے گرا کے چھوڑ دیا

علامہ اقبال نے فرمایا:

روح میں سوز نہیں قلب میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغامِ محمد ﷺ کا تمہیں پاس نہیں

اقبال رحمۃ اللہ علیہ

ایک حکمت:

ایران کا ایک شخص مزار قتیل کے اشعار سے تصوف کا رنگ دیکھ کر بہت متاثر ہوا۔ وہ

شخص ملاقات کے لئے چل پڑا۔ جب مرزا صاحب کے پاس پہنچا تو اس وقت حجام قتیل کی داڑھی مونڈ رہا تھا۔ ملاقاتی کو رنج ہوا اور بولا ''افسوس! ریش می تراشی'' مرزا صاحب نے جواباً کہا: ''میں داڑھی مونڈوا رہا ہوں کسی کا دل نہیں چھیل رہا'' وہ شخص بولا ''دل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم می تراشی'' مرزا قتیل یہ سن کر بے ہوش ہوگیا۔ ہوش آنے پر کہا

جزاک اللہ کہ چشمِ باز کردی
مرا باجانِ جاں ہمراز کردی
(معدن اخلاق)

داڑھی بڑی رکھو:

راوی سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ: ''مشرکوں کے خلاف کرو۔ مونچھوں کو خوب پست اور داڑھیاں کثیر ووافر رکھو'' (صحیحین)

داڑھی چھوڑ رکھو:

''مونچھیں پست کرو اور داڑھیاں چھوڑ رکھو'' مسلم وترمذی

آتش پرستوں جیسے چہرے مت بناؤ:

''آتش پرستوں کا خلاف کرو'' (بخاری شریف)

داڑھی کو کاٹنے سے معاف ہی رکھو:

''مونچھیں چھوٹی کرو۔ داڑھیوں کو معافی دو۔ یہودیوں کی سی صورت نہ بناؤ'' (طحاوی)

''یہود ونصاریٰ کی مخالفت کرو'' (بیہقی)

حدیث مبارک: راوی ابن عمر رضی اللہ عنہ: مجوسی اپنی لبیں (مونچھیں) بڑھاتے اور داڑھیاں مونڈتے ہیں تم ان کا خلاف کرو۔ (طبرانی شریف)

کتب حدیث میں مثلہ (چہرہ بگاڑنے) کی ممانعت فرمائی گی ہے۔ اللہ، ملائکہ، بنی آدم سب کی مثلہ کرنے والے پر لعنت ہوتی ہے۔ بحوالہ بخاری مسلم وطبرانی، ابن ماجہ، ہر ذی روح کا

مثلہ کرنے سے روکا گیا ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''جب چوپایوں سے مثلہ حرام، چوپائے درکنار، کاٹ کھانے والے کتے سے سب ناجائز، ..... حربی کافر سے بھی منع تو مسلمانوں کا خود اپنے منہ کے ساتھ مثلہ کرنا کس قدر اللہ حرام وموجبِ لعنت وانتقام ہے'' (لمعۃ الضحیٰ)

''داڑھی کا مونڈنا مثلہ ہے'' (ہدایہ) امام عینی رحمۃ اللہ علیہ شارح ہدایہ فرماتے ہیں: ''داڑھی مونڈنا حرام ہے''۔

مونچھیں چھوٹی کرنا ضروری ہے:

حدیث مبارک: ''جو شخص مونچھیں نہ کٹائے۔ وہ ہم میں سے نہیں'' ترمذی شریف و نسائی شریف۔

اس سنت کے تارک کی موت ملتِ اسلام پر نہ ہوگی (مرقاۃ۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ)

حدیث شریف: راوی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ: لعنت اس مرد پر جو عورت کا لباس پہنے اور اس عورت پر جو مرد کا لباس پہنے۔ (ابوداؤ شریف)

مردانہ جوتا پہنے والی پر بھی لعنت۔ راوی صدیقۂ کائنات عائشہ رضی اللہ عنہا (ابوداؤد)

''جو جس قوم سے مشابہت کرے وہ انہیں میں سے ہے'' راوی سیدنا حذلیفہ رضی اللہ عنہ علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ سے مجمع وغیرہ میں ہے ''جو کافروں سے لباس وغیرہ میں مشابہت کرے وہ انہیں میں سے ہے۔''

نصرانیوں اور یہودیوں سے مشابہت مت کرو۔ راوی ابن عمر رضی اللہ عنہ (ترمذی)

نوٹ: راقم الحروف نے مفہوم لکھا ہے۔ (فیضانِ سنت۔ باراول صفر المظفر 1409ھ)

میرے حضرت خواجہ صدیق احمد شاہ ہاشمی سیدی رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ داڑھی منڈانا یا کترا کر ایک مٹھی سے کم کرنا ایک برابر ہے۔ حدیث شریف میں ہے جس نے میری سنت کو ضائع کیا اس کے لئے میری شفاعت حرام ہے۔

داڑھی (ریش) سے متعلقہ مزید تحقیقی بیان

رب تعالیٰ نے اشرف المخلوقات کی شخصیت کو منوانے کے لیے ایک تاج کا انتخاب کیا۔جس کو چہرے پر سجایا جس کو داڑھی کا نام دیا گیا۔

داڑھی کے فضائل:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جوڑا جوڑا بنایا۔ظاہری تمیز کے لیے مردوں کو داڑھی دی۔امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ: ''داڑھی سے مرد اور عورتیں پہچانے جاتے ہیں۔'' داڑھی رکھنا فطرت الٰہیہ اور فطرت سلیمہ ہے۔داڑھی رکھنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی نشانی ہے۔داڑھی رکھنا انبیاء کی نشانی ہے۔سنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔داڑھی مومنین کا راستہ ہے۔داڑھی رکھنا مرد کے لیے زینت وتکریم کا باعث ہے اور رجولیت (مردانگی) کی عکاس بھی ہے۔

طبی فوائد:

داڑھی منڈانے سے بصارت کمزور ہوتی ہے۔داڑھی گلے اور سینے کے جراثیم سے محفوظ رکھتی ہے۔مسوڑھوں کو خارجی وداخلی تکالیف سے محفوظ رکھتی ہے۔تیل لگانے سے کھال تروتازہ رہتی ہے۔خناق جیسی خطرناک بیماری سے بچاؤ رہتا ہے۔

داڑھی کی اہمیت کے دلائل:

(فرضیت کا لفظ متعلقہ کتاب میں استعمال کیا گیا)

اسلام کا منبع قرآن وسنت ہے۔اطاعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اطاعت خدا تعالیٰ ہے۔زبانِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام زبان خدا ہے۔حدیث میں ہے ''جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ میرے طریقے پر نہیں''۔(راقم)

بے مثل حسین وجمیل سراجا منیرا رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو داڑھی اچھی لگی۔خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور جملہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی اس سنت کو اپنایا۔تابعین اور تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس پر عمل کیا۔جملہ مشاہیر اسلام نے بھی۔فضیلہ الشیخ قاری صہیب احمد میر پوری نے داڑھی کے

بارے میں اپنی کتاب ''مومن کا تاج داڑھی'' قریباً چودہ احادیث مع مستند حوالہ کتب درج کی ہیں جن میں داڑھی رکھنے کے احکام صادر فرمائے گئے ہیں، اور جن سے یہ ثابت ہے کہ: داڑھی مونڈنا حضور خیر البشر ﷺ کے نزدیک نہایت ناپسندیدہ فعل ہے۔ داڑھی کا کاٹنا مشرکین کا شعار ہے۔ داڑھی کا بڑھانا اور پونچھیں کا ٹنا رب تعالیٰ کا حکم ہے۔ (حکم مصطفیٰ ﷺ حکیم رب العزت ہے) (بحوالہ قرآن مجید)......راقم

داڑھی کو کٹوانے یا منڈوانے کی قباحتیں:

1) اللہ اور اس کے رسول کریم ﷺ کی نافرمانی ہوتی ہے۔

2) داڑھی نہ رکھنا اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی کرنا ہے۔

3) داڑھی نہ رکھنا سیرت نبویہ سے انحراف ہے۔

4) داڑھی نہ رکھنا کافروں سے مشابہت ہے۔

5) داڑھی نہ رکھنا عورتوں کی مشابہت ہے۔ کیونکہ اس قسم کی نسوانی مشابہت لعنت کے لائق ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ان عورتوں پر لعنت ہے جو مردوں کی مشابہت کرتی ہیں اور ان مردوں پر پر لعنت ہے جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں۔'' (صحیح الجامع)

جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں اور جو عورتیں مردوں کی مشابہت کرتی ہیں وہ ہم میں سے نہیں۔ (صحیح الجامع)

بے شمار احادیث مبارکہ اس بارے میں ہیں:

حدیث کا مفہوم:

''لعنت اس مرد پر جو عورت کا لباس پہنتا ہے اور لعنت اس عورت پر جو مرد کا لباس پہنتی ہے۔'' داڑھی کو بالکل صاف کرنا (منڈوانا) حرام ہے۔

6) داڑھی نہ رکھنا اشرف المخلوقات کی توہین ہے۔

6) داڑھی نہ رکھنا مثلہ کرنا ہے۔ بحوالہ حدیث شریف

نوٹ:
داڑھی نہ رکھنے کے طبی نقصانات بھی ہیں اور قلبی امراض کا موجب بھی ہے۔اعصابی امراض کا سبب بھی ہے۔
(ماخوذ، تلخیص، اور مفہوم از کتاب ''مومن کا تاج داڑھی'' مؤلف جناب شیخ صہیب احمد مدینہ یونیورسٹی، ناشر طارق اکیڈمی، فیصل آباد)

داڑھی کی مقدار کا مسئلہ

(از جناب سید احمد عروج قادری مدیر ماہنامہ ''زندگی'' رامپور) بحوالہ بینات، کراچی ذی الحجہ 1382ھ۔

استفسار:
داڑھی سنت مؤکدہ اور واجب کا درجہ۔ بلکہ اب تو ایک شعار کی حیثیت رکھتی ہے۔ مسنون مقدار ایک قبضہ سے زائد ہے۔ قبضہ سے کم جائز نہیں ہے، کم از کم ایک قبضہ ہونی چاہئے۔ صاحب درمختار اور شیخ ابن ہمام اس پر اجماع کا دعویٰ کرتے ہیں۔ شیخ ابن ہمام نے فرمایا ہے: ایک قبضہ سے کم داڑھی مخنثوں کا طریقہ ہے۔ جماعت اسلامی کے رفیق اس کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ داڑھی کی کوئی خاص مقدار متعین نہیں۔ جتنی رکھ لی وہی مسنون ہے۔ ترجمان القرآن دسمبر کے پرچے میں غلام علی صاحب نے اجماع وغیرہ کو غلط قرار دیا ہے۔ گذارش ہے اس مسئلے میں رہنمائی فرمائیں۔

جواب: مولانا مودودی مشت بھر داڑھی کو مسنون نہیں سمجھتے۔ حالانکہ اس پر اجماع امت ہے مولانا کی اصل عبارت: رسائل ووسائل حصہ اول میں لکھا ہے: داڑھی کے متعلق نبی معظم ﷺ نے کوئی مقدار مقرر نہیں کی ہے۔ صرف یہ ہدایت فرمائی ہے کہ رکھی جائے۔ خواہ اہل فقہ کی شرائط پر پوری اترے یا نہ اترے۔

درج بالا استفسار مغربی پاکستان سے ایک شخص کی طرف سے ہے جو جناب سید احمد

عروج کے نام آیا۔

کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں کہ شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈاڑھی کی کوئی مقدار کی تعین فرمائی ہو۔ حکم عام ہے ڈاڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں گھٹاؤ۔ مشت ڈاڑھی کا انحصار حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے عمل پر ہے۔ (خط کا حصہ بقیہ: علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ امام طبری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے فرماتے ہیں ڈاڑھی کا اپنے حال پر چھوڑنا ممنوع اور ترشوانا واجب ہے اس کا اسطرح مولانا مودودی کی عبارت اور عمدۃ القاری کی عبارت میں فرق نہیں۔ ترجمان القرآن ج 59 عدد 3۔ ص 183 تا 185

جواباً چند نکات:

1۔ اعفاءِ لحیہ کا حکم کیوں دیا گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا منشا کیا ہے؟

2۔ اعفاء کے معنی کیا ہیں؟

3۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

4۔ اعفواللحی عموم پر ہے یا اس میں تخصیص ہے؟

5۔ کیا تخصیص کے قائل فقہا میں سے کوئی فقیہہ ایک مشت سے کم مقدار کو بھی مباح قرار دیتا ہے۔

6۔ جناب سید مودودی کی رائے پر اظہار خیال۔

سوالوں کے جوابات:

1۔ لحیہ اور مقدار لحیہ کے مسئلے پر غور کرتے وقت یہ بات سامنے آتی ہے کہ جس وقت آپ نے اعفاء لحیہ کا حکم دیا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود داڑھی رکھتے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی ڈاڑھی رکھتے پورے جزیرۃ العرب کے باشندے ڈاڑھی رکھتے تھے بلکہ عرب کے قریبی ممالک میں ڈاڑھی مونڈنے کا رواج نہ تھا۔ تمام کے تمام لوگ اس کو مرد اور عورت کے چہروں کے درمیان مابہ الامتیاز سمجھتے تھے اور مردانگی و مردانہ حسن کی علامت قرار دیتے تھے طبعی طور پر کسی کے چہرے پر ڈاڑھی نہ نکلنے یا بالقصد اسے مونڈ دینے کو عیب سمجھا جاتا تھا۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسے ماحول میں ڈاڑھی بڑھانے کا حکم کیوں دیا گیا اور اس کا منشاء کیا ہے؟ اس سوال کا جواب ایک حدیث دیتی ہے جو لحیہ اور مقدار لحیہ دونوں ہی کی شرعی حیثیت جاننے کے لیے ایک بنیادی اور اہم حدیث ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جُزُّوا الشَّوَارِب وَ اَرْخُوا اللُّحٰی خَالِفُوا الْمَجُوْسَ (مسلم شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مونچھیں کاٹو اور ڈاڑھیاں لمبی کرو (اور اس طرح) مجوس کی مخالفت کرو۔

یہی حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں مروی ہے:

عَن ابنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلّمَ قَالَ فَالِفُوا الْمُشْرِکِیْنَ وَوَفِّرُ وااللُّحٰی وَاحْفُوا الشَّوَارِبَ۔ (بخاری شریف، کتاب اللباس)

حضرت عبداللہ بن عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مشرکین کی مخالفت کرو، ڈاڑھیاں خوب بڑھاؤ اور مونچھوں کے بال کاٹ کر کم کرو۔

اس حدیث میں مشرکین کا لفظ مجوس ہی کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔علامہ عینی لکھتے ہیں:

خَالِفُوا الْمُشْرِکِیْنَ اَرَادَبِهِمِ الْمَجُوْسَ یَدُلُّ عَلَیْهِ روایت مسلم خالفو المجوس

مشرکین سے مراد مجوس ہیں، اس بات پر مسلم کی روایت خالفوا المجوس دلیل ہے۔

اس حدیث سے وہ وجہ معلوم ہوگئی جس کی بنا پر اعفاء لحیہ کا حکم دیا گیا۔عرب کے پڑوسی ممالک میں سب سے پہلے فارس کے مجوسیوں نے اس مردانہ حُسن۔ڈاڑھی۔پر حملہ کیا، چونکہ اس وقت تک ڈاڑھی مونڈنے کو عیب شمار کیا جاتا تھا اس لئے مجوسیوں نے اپنے اندر یکا یک ڈاڑھیاں مونڈنے کی ہمت نہ پائی اور ابتداءً وہ اپنی ڈاڑھیاں چھوٹی کرنے لگے اور رفتہ رفتہ ان

میں کچھ لوگ اپنی ڈاڑھیاں مونڈنے بھی لگے۔عین ممکن ہے کہ مجوسیوں سے متاثر ہوکر جزیرۃ العرب کے کچھ مشرکین بھی ڈاڑھیاں چھوٹی کرانے یا مونڈنے لگے ہوں اگر چہ اس وقت مسلمان ڈاڑھی رکھ رہے تھے لیکن اس کی دینی وشرعی حیثیت واضح نہ تھی، خطرہ تھا کہ کہیں آگے چل کران میں کچھ لوگ مجوسی تہذیب سے متاثر نہ ہوجائیں چنانچہ نبی ﷺ نے اپنے حکم سے اس کی شرعی حیثیت واضح فرمادی اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ اس معاملہ میں مجوس کی مخالفت کرنا تم پر لازم ہے۔ڈاڑھی کا معاملہ محض رواج اور عادت سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ یہ اسلامی معاشرے کا ایک شِعار اور اسلامی تہذیب کا ایک نشان ہے۔

یہ بات تمام محدثین لکھتے ہیں کہ اس وقت مجوسی عام طور پر ڈاڑھیاں مونڈتے نہ تھے بلکہ چھوٹی کرایا کرتے تھے۔ابو شامہ کے وقت میں جب کچھ لوگوں نے ڈاڑھیاں مونڈیں تو انہوں نے بڑے رنج وغم کے ساتھ کہا:

''اب کچھ لوگ ایسے پیدا ہورہے ہیں جو اپنی ڈاڑھیاں منڈا دیتے ہیں۔یہ فعل اس سے بھی زیادہ شدید ہے جو مجوسیوں کے بارے میں منقول ہے کیونکہ وہ اپنی ڈاڑھیاں چھوٹی کراتے تھے۔(فتح الباری، ج1)''

امام نووی لکھتے ہیں:

وكان عن عادة الفرس قص اللحيته فنهى الشرع عن ذالك (شرح مسلم)

فارسیوں (مجوسیوں) کی عادت تھی کہ وہ ڈاڑھی کے بال کاٹ کر، کم کرتے تھے لہٰذا شریعت نے اس سے منع کیا۔

ان میں کچھ لوگ اپنی ڈاڑھیاں منڈوانے بھی لگے تھے جیسا کہ علامہ عینی نے لکھا ہے:

لا نهم كانو ايقصرون لحاهم ومنهم من كان يحلقها۔

اس لئے کہ وہ لوگ اپنی ڈاڑھیاں چھوٹی کراتے تھے اور ان میں کچھ لوگ مونڈ ڈالتے تھے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اس حدیث نے اعفاء لحیہ کے حکم کی علت کے ساتھ یہ واضح اشارہ دیا ہے کہ ڈاڑھی کی مقدار کتنی ہونی چاہئے اور اعفاء لحیہ کے حکم کا منشاء کب پورا ہوگا۔ مجوسی جب اپنی ڈاڑھیاں چھوٹی کراتے تھے اور مسلمانوں کو ان کی مخالفت کا حکم دیا گیا تو اتنی بات تو معلوم ہی ہوگئی کہ ان کی ڈاڑھیاں مجوسیوں کی ڈاڑھیوں سے لمبی ہونی چاہئیں لیکن بات پھر بھی مجمل ہے اس اجمال کی تبیین نبی ﷺ اور صحابہ کرام کے عمل سے ہوئی۔ آگے اس کی تفصیل آ رہی ہے۔ ابھی قولِ رسول کی تفصیل جان لینی چاہئے۔

2) ڈاڑھی بڑھانے کے حکم میں جو الفاظ احادیث میں مروی ہیں ان سے بھی نبی ﷺ کا منشاء ظاہر ہوتا ہے۔ احادیث میں پانچ الفاظ ملتے ہیں۔ ۱۔ اعفاء ۲۔ الیغاء ۳۔ ارجاء ۴۔ ارخاء ۵۔ توفیر کسی حدیث میں اعفوا ہے کسی میں اوفوا، کہیں ارجوا کسی میں ارخو، اور کہیں وفروا۔

ان سب الفاظ کے بارے میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ومعناہا کلہا ترکہا علٰی حالہا (اور ان سب الفاظ کے معنی یہ ہیں: کہ ڈاڑھی کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے)۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ وفروا کے معنی بیان کرتے ہیں اترکوھا وافرۃ (ڈاڑھی چھوڑ و بایں حال کہ وہ وافر ہو، اَوفوا کے معنی بیان کرتے ہیں اترکوہا وافیۃ (اسے چھوڑ و بایں حال کہ وہ پوری ہو) ارخوا کے معنی بتاتے ہیں اطیلوہا (ڈاڑھی لمبی کرو) اعفاء کے معنی امام بخاری اور دوسرے محدثین نے تکثیر کے بیان کیے ہیں۔ اس سلسلے میں ابن دقیق کہتے ہیں:

تفسیر الاعفاء بالتکثیر من اقامة السبب مقام المنسبب لان حقیقة الا عفاء الترك وترك التعرض للحیة یستلزم تکثیرها (فتح الباری ج10)

اعفاء کی تفسیر تکثیر سے کرنا اس اصول کے تحت ہے کہ سبب کو مسبب کی جگہ پر رکھا گیا ہے کیونکہ اعفاء کی حقیقت ترک کرنا ہے اور جب ڈاڑھی سے تعرض ترک کیا جائے گا تو لازماً اس میں تکثیر ہوگی۔

یہ تمام الفاظ اور ان کی تشریحات صاف بتا رہی ہیں کہ حدیث کا منشاء محض ڈاڑھی رکھ

لینا نہیں ہے بلکہ اس کو بڑھانا اور لمبا کرنا ہے۔

3) اب آیئے اس پر غور کریں کہ مقدار لحیہ کے مسئلے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ علمائے اصول نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کی متعدد قسمیں بیان کی ہیں اور تفصیل سے ان پر لکھا ہے اولاً اجمال طور پر آپ کے افعال کی دو قسمیں بنتی ہیں ایک وہ افعال جن کا قربت و عبادت سے تعلق نہیں بلکہ وہ عادت و جبلت سے متعلق ہیں جیسے کھانا پینا، بیٹھنا اٹھنا، پہننا اوڑھنا، ایسے افعال کا شرعی حکم اباحت ہے یعنی ان سے کسی چیز کا مباح ہونا ثابت ہوتا ہے۔ دوسری قسم کے افعال وہ ہیں جن کا تعلق عادت و جبلت سے نہیں بلکہ قربت وعبادت سے ہے۔ اس قسم کے افعال کی متعدد قسمیں ہیں ان میں ایک قسم وہ ہے جن کا مسئلہ زیر بحث سے براہِ راست تعلق یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ افعال جو کتاب اللہ میں مذکور احکام یا خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوامر کی تبیین کرتے ہیں۔ اس قسم کے افعال کا حکم وہی ہوتا ہے جو ان احکام و اوامر کی تبیین ان افعال سے ہوئی ہے۔ ان افعال کی حیثیت بیان کی ہوتی ہے۔ اگر مُبیَّن (وہ امر جس کی تبیین وتوضیح کی گئی) واجب ہو تو بیان (وہ فعل جس سے توضیح وتبیین ہوئی) بھی واجب ہوگا اور اگر وہ مندوب ہو تو فعل بھی مندوب ہوگا۔ یہ بات بھی مسلمہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے بیان کے تمام انواع واقسام ثابت ہوتے ہیں، اس سے مجمل کی توضیح بھی ہوتی ہے، عموم کی تخصیص بھی ہوتی ہے، ظاہر کی تاویل بھی ہوتی ہے اور کسی امر سابق کا نسخہ بھی ثابت ہوتا ہے۔

اس متفقہ ومسلمہ اصول شرعی کو مسئلہ زیر بحث پر منطبق کیجئے یہ بات ہر شبہہ سے بالاتر ہے کہ اعفوا اللحیٰ (ڈاڑھی کو بڑھنے کے لیے چھوڑ دو) کے حکم کی تبیین حضور کے عمل نے کی ہے اور آپ کے فعل وعمل کو اس حکم کے بیان کی حیثیت حاصل ہے۔ اب اگر اعفاء لحیہ کا حکم واجب ہے تو حضور کا فعل بھی واجب ہوگا اور اگر مندوب ہے تو فعل بھی مندوب ہوگا۔ تمام علمائے حق اس بات پر متفق ہیں کہ اعفائے لحیہ سنت موکدہ ہے اور ڈاڑھی اسلام شعار میں داخل ہے۔

احادیث و سیر میں ریش مبارک کے بارے میں جو تفصیل ملتی ہے اس سے یہ بات بالیقین معلوم ہوتی ہے اس کی مقدار ایک مشت سے زیادہ تھی۔ کم ہرگز نہ تھی۔ کسی روایت میں آتا

ہے کہ آپ ''کث شعر اللحیہ'' تھے۔یعنی آپ کی ریش مبارک میں بال بہت تھے۔ کسی روایت میں کہا گیا ہے کہ آپ ''کثیر اللحیہ'' تھے یعنی آپ کی ریش مبارک گھنی تھی۔اور کسی روایت میں ہے کہ آپ کی گھنی ڈاڑھی آپ کے منور سینے کو بھرے ہوئے تھی اور کسی روایت میں آپ کو ''عظیم اللحیہ'' کہا گیا ہے یعنی آپ کی ڈاڑھی بڑھی تھی۔یہی بات سیر وسوانح کی کتابوں میں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی ڈاڑھیوں کے بارے میں بھی ملتی ہے۔مدارج النبوت میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

لحیۂ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ پر می کرد سینہ را وہمچنیں لحیۂ امیر المومنین عمر وعثمان رضی اللہ عنہ عنہم اجمعین۔

امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی ڈاڑھی ان کے سینہ کو بھر دیتی تھی اسی طرح امیر المومنین عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کی ڈاڑھیاں ان کے سینوں کو بھر دیتی تھیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہا گیا ہے: کان کث اللحیۃ صلی اللہ علیہ وسلم استیعاب) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کان عظیم اللحیۃ (اصابہ)۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کی عملی توضیح مقدار لحیہ میں یہ تھی کہ اتنی وافر ہو کہ اس پر عظیم وکثیر کا لفظ صادق آ سکے۔

4) اعفوا اللحی کا حکم اپنے عموم پر ہے یا اس میں تخصیص بھی ہوئی ہے:

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ فقہاء کی ایک جماعت اس حکم کو عام رکھتی ہے اور اس میں تخصیص کی قائل نہیں ہے۔

طبرانی نے کہا ہے کہ فقہا کی ایک جماعت، ظاہر حدیث کی طرف گئی ہے اور اس کے نزدیک ڈاڑھی کے طول وعرض سے کچھ حصہ کٹوانا بھی مکروہ ہے۔(فتح الباری جلد 10)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم میں دو جگہ اس پر گفتگو کی ہے ایک جگہ لکھتے ہیں:

هذا هوا الظاهر من الحديث الذی تقتضيه الفاظه وهو الذی	حدیث سے یہی ظاہر ہے اور یہی اس کے الفاظ کا اقتضا ہے اور یہی ہمارے اصحاب

قاله جماته من اصحابنا وغير هم من العلماء

کی ایک جماعت اور دوسرے علماء کا قول ہے۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

والمختار ترك اللحية على حالها وان لا يتعرض لها بتقصير شئ اصلا

مختار قول یہی ہے کہ ڈاڑھی کو اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے اور اس میں سے کچھ بھی کم نہ کیا جائے۔

صاحب تحفۃ الاحوذی تخصیص کے قائلین کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فاسلم الاقوال هو قول من قال بظاهر احاديث الاعفا وكره ان يوخذ شئ من طول اللحية وعرضها۔

ان لوگوں کا قول، محفوظ ترین قول ہے جو احادیث اعفاء کے ظاہر کی وجہ سے ڈاڑھی کے طول وعرض میں سے کچھ حصہ کٹوانے کو بھی مکروہ کہتے ہیں۔

علامہ شوکانی کا مسلک بھی وہی ہے جو امام نووی کا ہے وہ بھی حدیث کے عموم کے قائل ہیں وہ حضرت کے عمل کو مخصص نہیں مانتے اور نہ عمرو بن شعیب کی حدیث کو قابلِ احتجاج سمجھتے ہیں۔ (نیل جلد1 ص 142)

اس جماعت کی دلیل یہ ہے کہ حدیث کے عموم کو خاص کرنے والی کوئی چیز نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے ثابت ہے اور نہ فعل سے، قولی حدیث تو موجود ہی نہیں ہے اور فعلی حدیث ضعیف ہے۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ تخصیص کا قول اس درجہ ثابت شدہ نہیں ہے کہ تمام فقہاء اس پر متفق ہو گئے بلکہ فقہاء کی ایک جماعت جس میں نووی جیسے اساطینِ علم داخل ہیں تخصیص کا انکار کرتی ہے۔

فقہا کی دوسری جماعت حدیث کو عام نہیں رکھتی بلکہ اس حکم میں تخصیص کی قائل ہے۔ تخصیص کے قائلین متعدد جماعتوں میں تقسیم ہو گئے ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ امام طبری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

''اور ایک جماعت کا قول یہ ہے ڈاڑھی جب ایک مشت سے زیادہ ہو جائے تو زائد

حصے کر کٹوا دیا جائے اس رائے کے لیے طبری نے اپنی سند سے تین حدیثیں پیش کی ہیں ۔ 1۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایسا کیا ہے 2۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کے ساتھ یہ معاملہ کیا کہ اس کی ایک مشت سے زائد داڑھی کو کٹوا دیا3۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔اس کے علاوہ ابوداؤد نے سندِ حسن کے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث روایت کی ہے۔وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ ڈاڑھی کو اپنی حال پر چھوڑے رکھتے تھے الا یہ کہ حج یا عمرے کے موقع پر اس کا کچھ حصہ ترشوا دیتے تھے۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صرف حج یا عمرے کے موقع پر اپنی ڈاڑھیاں کچھ چھوٹی کراتے تھے۔پھر طبرانی نے اس اختلاف کا ذکر کیا ہے کہ ڈاڑھی کے بال کٹوانے کی کوئی حد ہے یا نہیں؟اس سلسلے میں انہوں نے تین مسلکوں کا ذکر کیا ہے۔1۔ایک جماعت کہتی ہے کہ ایک مشت سے زیادہ جو بال بڑھ جائیں ،صرف انہیں کو کٹوایا جائے۔2۔حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول یہ ہے کہ ڈاڑھی طول وعرض سے اس حد تک کٹوائی جائے کہ قطع و برید بہت نہ بڑھ جائے اور عطاء نے بھی اسی طرح کی بات کہی ہے۔ڈاڑھی کٹوانے کی ممانعت کو ان لوگوں نے اس بات پر محمول کیا ہے کہ جس مقدار میں عجمی لوگ کٹواتے اور اسے ہلکی کر دیتے ہیں اس مقدار میں اسے نہ کٹوایا جائے۔3۔ایک جماعت کے نزدیک حج یا عمرے کے علاوہ کسی وقت بھی ڈاڑھی کے بال کٹوانا ناپسندیدہ اور مکروہ فعل ہے امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے خود حضرت عطاء کے قول کو اختیار کیا ہے۔وہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی ڈاڑھی کو بڑھنے کے لیے چھوڑ دے اور اس سے مطلق تعرض نہ کرے یہاں تک کہ اس کا طول و عرض فاحش (بہت زیادہ) ہو جائے تو وہ اپنے آپ کو لوگوں کے تمسخر کا ہدف بنالے گا۔طبری نے اس مسئلے میں عمرو بن شعیب کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ریش مبارک کے طول وعرض سے کچھ بال کٹوا دیتے تھے۔یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے لیکن بخاری نے کہا ہے کہ یہ حدیث منکر ہے اس لئے کہ اس حدیث کے ایک راوی عمر بن ہارون ہیں اور ان کو محدثین کی ایک جماعت نے ضعیف قرار دیا ہے۔قاضی عیاض کہتے ہیں کہ ڈاڑھی مونڈنا، کٹوانا اور کم کرانا ناجائز ہے۔ہاں اگر طول وعرض بہت بڑھ جائے تو اطراف سے کچھ حصہ کٹوا دینا چاہئے بلکہ جس طرح تقصیر (بہت

چھوٹا کرانا) مکروہ ہے اسی طرح تعظیم (بہت بڑھا دینا) بھی مکروہ ہے لیکن نووی رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی عیاض کی یہ بات رد کردی ہے اور کہا ہے کہ یہ قول ظاہر حدیث کے خلاف ہے اس لئے کہ حدیث میں توفیر لحیہ (ڈاڑھی بڑھانے) کا حکم ہے۔ مختار مسلک یہ ہے کہ ڈاڑھی کو اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے اور اس سے کوئی تعرض نہ کیا جائے۔ نووی کی مراد یہ ہے کہ حج یا عمرے کے علاوہ، دوسرے اوقات میں تعرض نہ کیا جائے اس لئے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حج یا عمرے میں ڈاڑھی کے کچھ بال کٹوانے کو مستحب کہا ہے۔ (فتح الباری جلد 1 باب تقلیم الاظفار)

میں نے فتح الباری کا یہ لمبا حوالہ یہاں اس لیے دیا ہے کہ اس میں تخصیص کے قائلین کے تمام اقوال! اور ان کے مشہور دلائل سمیٹ لیے گئے ہیں۔ ان اقوال میں سب سے پہلے میں حسن بصری و عطاء رحمہا اللہ کے قول کی توضیح کرنا چاہتا ہوں، اسی قول کو امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اختیار کیا ہے۔ بعض لوگوں نے یاخذ من طولہا وعرضہا مالم یفحش کا مطلب یہ سمجھا ہے کہ ڈاڑھی ایک مشت سے بھی کم کی جاسکتی ہے۔ راقم الحروف کے نزدیک اس قول کا مطلب یہ نکالنا صحیح نہیں ہے۔ اس کی دو بڑی وجہیں ہیں ایک یہ کہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے خود اس مسلک کو واضح کردیا ہے۔ انہوں نے اس مسلک کو اختیار کرنے کے لیے دو دلیلیں دی ہیں۔ ایک دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی ڈاڑھی سے بالکل تعرض نہ کرے اور بڑھنے کے لیے چھوڑ دے تو اس کا طول وعرض بہت بڑھ جائے گا اور چہرہ مضحکہ خیز بن جائے گا۔ معلوم ہوا کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ و عطاء رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا مطلب بھی یہی ہے کہ ڈاڑھی کو اس قدر نہ بڑھنے دیا جائے کہ وہ لوگوں کے تمسخر کا سبب بن جائے۔ ظاہر ہے طول وعرض ایک مشت سے بڑھ کر ہی سبب تمسخر بن سکتا ہے نہ کہ ایک مشت کی صورت میں دوسری دلیل طبری نے ترمذی کی حدیث سے پیش کی ہے وہ اس بات کے لئے اور زیادہ مضبوط دلیل ہے کہ ان کے قول کا مطلب ایک مشت سے کم کا جواز نہیں ہوسکتا، اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ریش مبارک ہرگز اتنی کم نہیں کراتے کہ وہ ایک مشت سے بھی کم رہ جائے۔ دوسری بڑی وجہ میرے نزدیک یہ ہے کہ ان کے قول کا مطلب اگر یہ لیا جائے کہ ڈاڑھی ایک مشت سے کم رکھی جاسکتی ہے تو پھر یہ قول خالفوا المجوس کے صریح حکم کے خلاف

ہوگا۔اس کے علاوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کی عملی توضیح کے خلاف بھی ہوگا بقدر یکمشت والے قول سے۔حضرت عطاء کے قول کا اختلاف اس جہت سے نہیں ہے کہ ان کے نزدیک ڈاڑھی یکمشت سے بھی کم کی جاسکتی ہے بلکہ اس کے برعکس وہ ڈاڑھی کے طول کو ایک مشت تک محدود کرنے کو صحیح نہیں سمجھتے ،ان کی رائے یہ ہے کہ وہ ایک مشت سے بھی زیادہ رکھی جاسکتی ہے۔شرط یہ ہے کہ اتنی نہ بڑھادی جائے کہ سبب مضحکہ بن جائے۔صاحب تحفۃ الاحوذی نے بھی حسن بصری وعطاء کے قول کا مطلب یہی سمجھا ہے وہ لکھتے ہیں:

قلت لو ثبت حديث عمرو بن شعيب لكان قول الحسن وعطا احسن الاقوال واعد لها لكنه حديث ضعيف لا يصلح للا حتجاج به(تحفۃ الاحوذی)

میں کہتا ہوں کہ اگر عمرو بن شعیب کی حدیث ثابت ہوتی تو حسن وعطا کا قول سب سے زیادہ بہتر اور معتدل قول ہوتا لیکن وہ حدیث ضعیف ہے اور اس سے احتجاج درست نہیں۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ حسن بصری وعطاء کے قول کا ماخذ عمرو بن شعیب کی حدیث ہے۔اگر ان کے قول کا مطلب یہ ہوتا۔کہ ڈاڑھی ایک مٹھی سے بھی کم رکھی جاسکتی ہے تو صاحب تحفہ کبھی اس کو احسن الاقوال نہ کہتے۔جہاں تک میرا مطالعہ ہے کسی فقیہ نے بھی حسن بصری وعطاء کے قول ایک مٹھی سے کم مقدار کو جائز قرار دینے کے لئے بطور دلیل پیش نہیں کیا ہے اور نہ ان کے قول کی یہ توضیح کی ہے۔میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اس کی ایک دلیل قاضی عیاض کی وہ عبارت ہے جس میں انہوں نے مذاہب سلف بیان کئے ہیں۔امام نووی رحمۃ اللہ علیہ قاضی عیاض کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

قال القاضی عياض وقد اختلف السلف هل لذالك حد فمنهم من لم يحدد شيئا فی ذالك الا انه لا يتركها لحد الشهرة وياخذ منها وكره مالك طولها جد

قاضی عیاض نے کہا سلف کا اس میں اختلاف ہے کہ ڈاڑھی کی لمبائی کی کوئی حد ہے یا نہیں تو ان میں سے کچھ لوگوں نے اس کی کوئی حد مقرر نہیں کی الا یہ کہ کوئی شخص حد شہرت تک ڈاڑھی نہ چھوڑے بلکہ اس میں سے کچھ حصہ کٹوادے۔امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ڈاڑھی کے بہت لمبا ہونے کو مکروہ سمجھتے تھے اور

او منھم من حد بما زاد علی القبضة فیزال و منھم من کرہ الاخذ منھا الا فی حج او عمرۃ (شرح مسلم)

ان میں کچھ لوگوں نے طول کی حد ایک قبضہ مقرر کی ہو اس سے زیادہ کٹوا دیا جائے اور ان میں سے کچھ لوگوں نے حج یا عمرے کے سوا کسی اور وقت ڈاڑھی کے بال کٹوانے کو مکروہ کہا ہے۔

قاضی عیاض نے پہلی جس جماعت کا ذکر کیا ہے حسن بصری اور عطا بھی اسی میں داخل ہیں۔اسی جماعت کے مسلک کو حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے طبری کے حوالہ سے حسن بصری و عطا کی طرف منسوب کیا ہے اور علامہ عینی نے طبری ہی کے حوالے سے حضرت عطاء کی طرف منسوب کیا ہے۔اس تفصیل سے یہ بات معلوم ہوئی کہ فقہاء سلف میں اختلاف یہ تھا کہ طول لحیہ کی کوئی حد ہے یا نہیں، اور اس مسئلے میں صرف دو ہی قول ہیں ایک یہ طول لحیہ کی حد ایک مشت ہونی چاہئے اور دوسرا یہ کہ ایک مشت پر اقتصاد صحیح نہیں ڈاڑھی اس سے بھی لمبی ہو سکتی ہے لیکن اتنی لمبی نہ ہو جائے کہ حدِ شہرت تک پہنچ کر مضحکہ خیز بن جائے۔

سلف میں کسی کے خیال میں بھی شاید یہ بات نہ ہوگی کہ ڈاڑھی کی مقدار ایک مشت سے بھی کم جائز قرار پا سکتی ہے۔ان میں سے کسی کی صراحت کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے۔

دو جماعتوں کے مسلک کی توضیح ہو چکی۔ایک جماعت تو وہ جو حدیث کے عموم میں کسی تخصیص کی قائل نہیں ہے۔دوسری وہ جو حد شہرت تک ڈاڑھی کے طول و عرض کو بڑھا دینے کی مخالف ہے۔تیسری جماعت وہ ہے جو ڈاڑھی کے طول کو ایک مشت تک محدود کرتی ہے اس کا خیال ہے کہ ایک مشت سے زائد جو مقدار ہو اُسے کاٹ دینا چاہئے۔اس مسلک کی بھی تھوڑی تفصیل ضروری معلوم ہوتی ہے کیونکہ عام طور پر فقہائے احناف بھی ایک مشت کی مقدار کو مقدار مسنون کہتے ہیں۔

میرے مطالعہ سے جو کتابیں اب تک گزری ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ ایک مشت کے قائلین گروہوں میں تقسیم ہو گئے ہیں۔ان میں سے چھوٹا گروہ اس بات کا قائل ہے کہ ایک مشت سے زائد مقدار کو کٹوا دینا ضروری اور واجب ہے۔دوسرا گروہ کہتا ہے کہ ایک مشت مقدار

مسنون کی آخری حد ہے اس سے کم کرنا ناجائز نہیں۔اس سے زیادہ صرف یہی نہیں کہ جائز ہے بلکہ اولی بھی ہے۔ان میں اسے پہلے گروہ کے قول کی کوئی شرعی دلیل موجود نہیں اس لئے اس پر گفتگو بے کار ہے۔البتہ دوسرے گروہ کا قول مدلل ہے اور مناسب بھی۔

جیسا کہ اوپر گذر چکا بقدر یک قبضہ والے قول کے استدلال میں طبری نے تین صحابیوں کے آثار پیش کیے ہیں۔ان میں اعلیٰ درجے کی سند سے صرف حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا عمل ثابت ہے اس لئے اسی کو اصل قرار دینا معلوم ہوتا ہے۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب اللباس باب تقلیم الاظفاء میں لکھا ہے:

كَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا حَجَّ اَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمَا فَضَلَ اَخَذَهٗ

ابن عمر رضی اللہ عنہ جب حج یا عمرہ کرتے تو ڈاڑھی کا جو حصہ ایک قبضے سے زیادہ ہوتا اسے کٹوا دیتے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ان الفاظ میں نقل کی ہے:

كَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا حَلَقَ رَاْسَهٗ اَخَذَ مِنْ لِحْيَتِهٖ وَشَارِبِهٖ۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ جب حج یا عمرے میں اپنا سر منڈواتے تو اپنی ڈاڑھی اور مونچھ کے بھی کچھ بال ترشواتے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت نے وہ مقدار واضح کردی ہے جسے حج یا عمرے کے وقت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کٹوا دیتے تھے، یہ بات گزر چکی ہے کہ فقہاء کی ایک جماعت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے اس عمل کو یہ درجہ نہیں دیتی کہ اس سے حدیث مرفوع اللحی کے عموم میں تخصیص پیدا کی جاسکے۔لیکن فقہاء کی دوسری دو جماعتیں ان کے اس فعل کو مخصوص مانتی ہیں۔ایک جماعت نے ایک مشت تک ڈاڑھی کے بال کٹوانے کو صرف حج اور عمرے کے ساتھ مخصوص کیا ہے جیسا کہ بخاری موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی صحیح تر روایت سے ظاہر ہوتا ہے۔اس کے معنی یہ ہیں کہ کسی اور حالت میں اس جماعت کے ایک نزدیک اس حد تک بھی ڈاڑھی کو کٹوانا جائز نہیں ہے اور دوسری جماعت اس تخصیص کو حج یا عمرے کے ساتھ محدود مانتی ہے بلکہ عام حالات میں بھی ڈاڑھی کے بال کٹوانے کو

جائز قرار دیتی ہے۔ جیسا کہ اوپر گزر چکا اس کے لئے یہ جماعت متعدد حدیثیں پیش کرتی ہے۔ جو لوگ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ کے عمل کو بالکل نظر انداز کرتے ہیں ان کا نظر صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے عمل کو کم سے کم جواز پر محمول کرنا تو لازمی ہے۔ فقہاء احناف نے اگر متعدد صحابہ کے عمل سے یہ سمجھا کہ ایک مشت، مقدار مسنون کی آخری حد ہے تو غلط نہیں سمجھا۔

فقہاء و محدثین نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے عمل کی متعدد توجیہیں کی ہیں اور متعدد محمل نکالے ہیں۔ راقم الحروف کے نزدیک سب سے بہتر محمل وہ ہے جو صاحب فتح القدیر نے پیش کیا ہے۔ یہ بات اوپر گزر چکی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اعفاء لحیہ کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ اس کے ساتھ مخالفت مجوس کا حکم بھی دیا تھا۔ یہ بات بھی گزر چکی ہے کہ اس وقت کے مجوسی ڈاڑھیاں چھوٹی کراتے تھے ان میں منڈوانے کا رواج عام نہ ہوا تھا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا تھا اور مشکل یہ پیش آتی تھی کہ ڈاڑھی کی کم سے کم مقدار کیا ہو جو مجوسیوں کی ڈاڑھیوں سے مختلف بھی ہو اور اس کو اعفاء لحیہ کے حکم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق بھی قرار دیا جائے۔ اس سوال اور مشکل کو ابن عمر رضی اللہ عنہ کے عمل سے حل کر دیا، انہوں نے اپنے عمل سے بتا دیا کہ مقدار مسنون کی آخری حد ایک مشت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے بھی ان کے عمل پر اعتراض نہیں کیا۔ معلوم ہوا کہ وہ اس مقدار کے مسنون اور مخالف مجوس ہونے پر متفق تھے ورنہ ممکن نہ تھا کہ وہ اس پر اعتراض نہ کرتے۔ اس محمل سے تمام روایتوں میں تطبیق بھی ہو جاتی ہے اور ذہنی اطمینان بھی پیدا ہوتا ہے۔

5) کیا تخصیص کے قائل فقہاء میں سے کوئی فقیہ ایک مشت سے کم مقدار کو بھی مباح قرار دیتا ہے؟

اوپر کے صفحات میں اس سوال کا جواب آ گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی امام فقہ نے بھی مباح قرار نہیں دیا ہے لیکن اس سوال کے تحت یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک جلیل القدر فقیہ کی تصریح نقل کر دی جائے۔ صاحب فتح القدیر امام ابن الہمام المتوفی 861ھ لکھتے ہیں:

ترجمہ: ''لیکن ڈاڑھی ترشوانا جب کہ وہ ایک مٹھی سے کم ہو جیسا کہ بعض مغربی اور مخنث قسم کے مردوں کا یہ فعل ہے تو اس کو کسی نے بھی مباح قرار نہیں دیا ہے۔''

''کسی نے بھی اس کو مباح قرار نہیں دیا ہے۔'' کا دعویٰ اپنی جگہ مسلم ہے، اور اس کو ثبوت کے ساتھ رد کرنا آسان نہیں ہے۔ ابن الہمام کے اس دعوے کو ان کے بعد ائمہ احناف اپنی کتابوں مین نقل کرتے آئے ہیں اور کسی نے بھی اس کے خلاف کوئی قول پیش نہیں کیا۔ یہاں تک کہ متاخرین میں علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کی تصدیق کی ہے۔

6) جناب سید مودودی نے ڈاڑھی کی مقدار کے مسئلے پر جو کچھ لکھا ہے اُس کو اظہار خیال کی سہولت کے لئے نکات ذیل میں یکجا کر رہا ہوں۔

(۱) ڈاڑھی کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی مقدار مقرر نہیں کی ہے۔ ص ۱۴۰ (۲) آپ نے کم از کم یہ بھی نہیں فرمایا کہ ڈاڑھی اور مونچھ کی ٹھیک وہی وضع رکھو جو میری ہے جس طرح نماز کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ اسی طرح پڑھو جس طرح میں پڑھتا ہوں۔ ص ۱۴۷ (۳) مجمل حکم دینے پر اکتفا کرنا اور تعین سے اجتناب کرنا خود اس بات کی دلیل ہے کہ شریعت اس معاملے میں لوگوں کو آزادی دینا چاہتی ہے کہ وہ اعفاللحیہ اور قص شارب کی جو صورت اپنے مذاق اور صورتوں کے تناسب کے لحاظ سے مناسب سمجھیں اختیار کریں۔ ص ۲۴۸ (۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم جتنی بڑی ڈاڑھی رکھتے تھے اس کا تعلق ''عادات رسول'' سے ہے۔ ص ۲۳۶ ایضاً ۲۴۲۔ اس کی توضیح کے لئے ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں: ''رہا یہ سوال کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈاڑھی رکھنے کا حکم دیا اور اس حکم پر خود ایک خاص طرز کی ڈاڑھی رکھ کر اس کی عملی صورت بتادی لہٰذا حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جتنی ڈاڑھی مذکور ہے اتنی ہی اور ویسی ہی ڈاڑھی رکھنا سنت ہے تو یہ ویسا ہی استدلال ہے جیسے کوئی شخص یہ کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر عورت کا حکم دیا اور ستر چھپانے کے لئے ایک خاص طرز کا لباس استعمال کر کے بتا دیا لہٰذا اسی طرز کے لباس سے تن پوشی کرنا سنت ہے۔ ص ۲۴۹۔ (۵) صرف یہ ہدایت فرمائی ہے کہ رکھی جائے۔ ص ۱۴۰ (۶) ڈاڑھی کی حد و مقدار بہر حال علماء کی ایک استنباطی چیز ہے۔ ص ۱۴۵۔

یہ تمام حوالے میں نے رسائل و مسائل حصہ اول سے لئے ہیں جسے مرکزی مکتبہ جماعت اسلامی ہند نے شائع کیا ہے اب میں نمبروار ان پر اظہار خیال کرتا ہوں۔

1) یہ بات کہ نبی ﷺ نے ڈاڑھی کی کوئی مقدار متعین نہیں کی ہے۔ مولانا مدظلہ نے اپنی تحریروں میں اس طرح بار بار دہرائی ہے کہ پڑھنے والا یہ محسوس کرنے لگتا ہے کہ کسی شے کی مقدار نبی ﷺ کے قول کے بغیر شرعاً متعین ہو ہی نہیں سکتی، حالانکہ یہ اصول اختلاف کے بغیر مسلم ہے کہ مقدار کی تعیین اور اجمال کی تعین جس طرح نبی ﷺ کے قول سے ہوتی ہے اسی طرح آپ کے فعل سے بھی ہوتی ہے اور بیسیوں مجمل احکام کا بیان اور متعدد مقادیر کی تعیین کے لئے نبی ﷺ کے صرف افعال کو دلیل وصحت بنایا گیا ہے اور بعض کے لیے تو آپ کے فعل کے سوا کوئی قول سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ مثال کے طور پر حد خمر کے لئے کوئی نص شرعی موجود نہیں ہے، چور کا ہاتھ کس جگہ سے کاٹا جائے؟ اس کے لئے کوئی قول رسول موجود نہیں ہے۔ تراویح میں کتنی رکعتیں ہوں؟ اس کے لئے کوئی نص موجود نہیں ہے، تو کیا داڑھی کی مقدار کی طرح ان احکام کو دیا تھا۔ اب مسلمانوں کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ اپنی پسند کے مطابق جو کچھ چاہیں اختیار کر لیں؟ اگر ان تمام حدود میں حضور کا فعل واجب العمل ہے تو پھر مقدار لحیہ کیوں اس سے خارج ہو جائے گی۔

2) نمبر 2 میں جو بات کہی گئی ہے وہ نمبر 1 کی توضیح ہے اور واقعہ یہ ہے کہ میں مولانا کی یہ توضیح پڑھ کر حیران رہ گیا اس لئے کہ انہوں نے نبی ﷺ کے ارشاد صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ کو صرف نماز تک محدود کر دیا ہے یعنی اس قول سے کوئی ایسا قاعدہ نہیں نکلتا جسے کسی دوسرے حکم میں رہنما بنایا جا سکے، حالانکہ تمام علمائے ، اصول نے بالاتفاق حضور ﷺ کے اس ارشاد سے نیز عبادت حج کے رہنما ارشاد خُذُوْا عَنِّيْ مَنَاسِكَكُمْ سے یہ قاعدہ اخذ کیا ہے کہ حضور ﷺ کا فعل تمام مجمل احکام کی تبیین کے لئے برہان کی حیثیت رکھتا ہے اور امت کے لئے وہی کچھ واجب العمل ہے جو آپ ﷺ کے فعل سے ثابت ہوا۔ اس کے علاوہ وہ سوچنے کی بات یہ بھی کہ عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ (تم پر میری اور خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرنا لازم ہے) کا ارشاد نبوی ﷺ بھی کیا سنن ہدی کی کسی خاص سنت کے ساتھ مخصوص و محدود ہے؟

3) اس نمبر کی عبارت پڑھ کر بھی اصول فقہ کا طالب علم حیران ہوتا ہے، اس سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شاید نبی ﷺ کا فعل، کسی حکم مجمل کا بیان بھی نہیں ہوسکتا اور اس سے کسی ابہام کی تعیین بھی نہیں ہوسکتی سوال پیدا ہوتا ہے کہ مولانا مودودی جیسے وسیع المطالعہ اور دیدہ ور عالم دین کے قلم سے ایسی بات کیوں نکلی۔ اس سوال کا جواب نمبر 4 میں آرہا ہے۔

4) یہ ہے وہ اصل اشتباہ جس کی وجہ سے مقدار لحیہ کے مسئلے میں فعل رسول کی شرعی حیثیت مولانا مدظلہ کی نگاہوں سے اوجھل ہوگئی۔ راقم الحروف کا خیال ہے کہ مقدار لحیہ کے مسئلے کو ستر عورت کے مسئلے پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق کی ایک مثال ہے۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ستر عورت کا تعلق لباس سے ہے اور استعمال لباس میں حضور ﷺ کے فعل کو کسی نے بھی سنت واجب الاطاعت قرار نہیں دیا۔ تمام علماء اسے عادت و جبلت سے متعلق مانتے ہیں نہ کہ اس فعل سے جس کا تعلق سنن ہدیٰ اور قربت و عبادت سے ہے۔ کیا ڈاڑھی اور اس کی مقدار کا معاملہ بھی یہی ہے؟ ظاہر ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ کسی امام فقہ نے بھی مقدار لحیہ کے مسئلے میں حضور ﷺ کے فعل کو محض عادت و جبلت سے متعلق نہیں مانا، اس لئے اس مسئلے کو مسئلہ لباس پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے۔ اس کے علاوہ دوسرا بڑا فرق یہ ہے کہ حد و مقدار کے لحاظ سے ستر عورت کا حکم سرے سے مجمل حکم ہے ہی نہیں جس کے لئے بیان کی ضرورت ہو۔ مثال کے طور پر جس عضو کو ڈھانکنا شرعاً واجب ہے وہاں یہ سوال پیدا ہی نہیں ہوتا کہ اس کے کتنے حصے کو چھپایا جائے اور کتنے حصے کو کھلا چھوڑا جائے اور واعفوا اللحیٰ کے حکم کو حد و مقدار کے لحاظ سے مولانا خود مجمل تسلیم کرتے ہیں پھر اس مسئلے کو ستر عورت کے مسئلے پر قیاس کرنا کیونکر صحیح ہوگا۔

ان وجوہ سے اس حقیر کا خیال یہ ہے کہ مقدار لحیہ کو ستر عورت پر قیاس کرنے میں تسامح ہوا ہے اور اس تسامح کی وجہ سے اس مسئلے میں حضور ﷺ کے عمل کی اصولی حیثیت مولانا کی نگاہ سے اوجھل ہوگئی ہے۔

5) اعفاء لحیہ کے حکم کی یہ تعبیر کہ حضور ﷺ نے صرف یہ ہدایت فرمائی ہے ڈاڑھی رکھی جائے۔ اس حکم کو بہت ہلکا کر دیتی ہے۔ احادیث میں اس کے لئے جو الفاظ آئے ہیں ان کا کوئی لفظ

اس تعبیر کا ساتھ نہیں دیتا بلکہ تمام الفاظ سے حضور کی یہ ہدایت نکلتی ہے کہ ڈاڑھی بڑھائی جائے، لمبی کی جائے اور مجوس کی مخالفت کی جائے۔ اعفاء لحیہ کے جو معنی محدثین نے بیان کئے ہیں اس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ میں یہاں لغت کی چند تصریحات کرتا ہوں۔

ابن درید کی جمہرۃ اللغۃ میں ہے: عفا شعرہ اذا اکثر۔ لسان العرب میں ہے: عفی المنبت والشعر وغیرہ: کثر وطال وفی الحدیث انه صلے الله علیه وسلم امر باعفاء اللحی وھو ان یوفر شعرھا ویکثر ولا یقص کالشوارب۔ العافی الطویل الشعر۔ ویقال للشعر اذا طال ووفی عفاء۔ قاموس میں ہے: عفی شعر البعیر۔ کثیر وطال فغطی دبرہ۔ اعفی اللحیته وفر ھا۔

ان تصریحات سے بھی معلوم ہوا کہ عفی اور اعفی کے صیغے جب بالوں کے لئے استعمال ہوتے ہیں تو ان کا کثیر ہونا وافر ہونا اور طویل ہونا ان صیغوں کی لغوی حقیقت میں داخل ہے اس لئے اعفوا اللحی کے ارشاد نبوی ﷺ سے یہ سمجھنا کہ اس میں صرف ڈاڑھی رکھ لینے کی ہدایت ہے لغوی معنی کے اعتبار سے بھی صحیح نہیں ہے۔

6) اوپر جو کچھ لکھا گیا ہے اس کو سامنے رکھ کر اگر کوئی شخص مولانا کا یہ ارشاد پڑھے گا کہ مقدار لحیہ محض علماء کی ایک استنباطی چیز تو اسے اس بات پر یقین کرنے میں سخت دشواریاں پیش آئیں گی جو چیز نبی ﷺ کے قول وفعل، نیز خلفائے راشدین اور دیگر صحابۂ کرام کے عمل سے ثابت ہو آخر کس طرح کوئی شخص اس کو محض علماء کا استنباط سمجھ لے۔ ایک مشت سے اوپر ڈاڑھی کے بال کٹوانے کو علماء جو ناجائز کہتے ہیں تو اس کی وجہ محض استنباط نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ اس کے لئے کوئی دلیل شرعی موجود نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ائمہ فقہ کے استنباطی احکام کے بارے میں عموم واطلاق کے ساتھ یہ کہنا کہ ان کی حیثیت منصوص احکام کی نہیں ہے۔ صحیح نہیں ہے ایسے استنباطی احکام کی متعدد مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں جن کی حیثیت منصوص احکام سے کم نہیں ہے۔

مغربی پاکستان کے خط میں چونکہ ماہنامہ ترجمان القرآن کی ایک تحریر کا ذکر بھی کیا گیا ہے اس لئے آخر میں اس پر بھی اظہار خیال مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ترجمان القرآن دسمبر 1962 میں

محترمی ملک غلام علی صاحب کی تحریر کے اس حصے کو پڑھ کر افسوس ہوا جس میں انہوں نے عینی کا حوالہ دیا ہے۔ یہ افسوس تین وجوہ سے ہوا۔ ایک یہ کہ عینی کا حوالہ جس انداز میں انہوں نے دیا ہے اور اس کو پڑھ کر جو تاثر پیدا ہوتا ہے وہ اس تاثر سے مختلف ہے جو عینی کی پوری بحث پڑھ کر پیدا ہوتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ انہوں نے جس قول کو مولانا مودودی کی حمایت میں پیش کیا ہے۔ اس کے بارے میں یہ تحقیق نہیں کی کہ اس کا صحیح مفہوم کیا ہے۔ تیسری یہ کہ انہوں نے عربی عبارت: غیر ان معنی ذالك عندی والم یخرج من عرف الناس میں "عرف الناس" کے ٹکڑے کی تحقیق نہیں کی۔ راقم اب ان تین وجوہ کی مختصر تشریح کرتا ہے۔

1۔ سب سے پہلے اس کی تشریح ضروری ہے کہ برادرم ملک غلام علی صاحب نے قد ثبت الحجۃ سے جو عبارت نقل کی ہے وہ اس طرح نقل کی ہے جیسے وہ بات خود امام طبری کہہ رہے ہیں اور ان کے حوالے سے علامہ عینی نے بھی اس کو قبول کر لیا ہے حالانکہ واقعہ یہ نہیں ہے، انہوں نے جو عبارت نقل کی ہے اس سے پہلے کی عبارت یہ ہے:

وقال الطبری فما وجه قوله اعفوا اللحی و قد علمت ان الا عفاء اکثار و ان من الناس من اذا ترك شعر لحیته اتباعا منه لظاهر قوله اعفوا الحی فیتفا حش طولا وعرضا وسبح حتی یصیر للناس الحجة (عمدہ القاری ج 1 باب تقلیم الاظفاء)

اور طبری نے کہا آپ کے قول اعفوا اللحی کا محمل کیا ہے؟ تم یہ جان چکے کہ اعفاء کے معنی یہ ہیں کہ ڈاڑھی کے بال بڑھائے جائیں اور کوئی شخص ایسا ہو سکتا ہے کہ جب وہ آپ کے ظاہر قول کی پیروی کرتے ہوئے اپنی ڈاڑھی کے بال چھوڑ دے پھر وہ طول و عرض میں بہت بڑھ جائے، شکلاً قبیح ہو جائے اور لوگوں کے لئے مضحکہ خیز بن جائے (اس اعتراض کو دور کرنے کے لئے) کہا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے (الیٰ آخرہ)

اب دیکھئے کہ بات کیا ہوگئی۔ بات یہ ہوئی کہ امام طبری نے اعفوا الحی کے عموم پر ایک

سوال وارد کیا اور وہ یہ کہ اگر کوئی شخص ظاہر حدیث پر عمل کر کے اپنی ڈاڑھی کو طول و عرض میں بڑھنے کے لئے چھوڑ دے اور اس سے بالکل تعرض نہ کرے تو وہ اتنی بڑھ سکتی ہے کہ شکلا قبیح اور لوگوں کے لئے مضحکہ خیز بن جائے۔ اس سوال کا جواب کچھ لوگوں نے وہ دیا ہے جس کا ذکر طبری نے قیل قد ثبت الحجة عن النبی صلی الله علیه وسلم الیٰ اخرہ میں کیا ہے۔ یہ دعویٰ کہ ''ڈاڑھی کا اعفاء ممنوع اور اس کا کچھ حصہ کٹوانا واجب ہے''۔ نہ امام طبری نے کیا ہے اور نہ علامہ عینی نے بلکہ کچھ دوسرے لوگوں نے اور وہ دوسرے لوگ بھی اس درجے کے ہیں کہ ان کے اس قول کو ''قیل'' کے صیغے سے ذکر کیا گیا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ قول ضعیف ہے۔ طبری کے قائم کردہ سوال اور ''قیل'' کے لفظ کو حذف کر دینا کیا ملک صاحب کے لئے کوئی مناسب بات تھی؟ واقعہ بھی یہی ہے کہ اوپر جو دعویٰ مذکور ہوا وہ انتہائی کمزور دعویٰ ہے۔ عمرو بن شعیب کی ضعیف حدیث سے ڈاڑھی کے کچھ بال کٹوانے کا جواز ہی ثابت ہو جائے تو غنیمت ہے۔ وجوب کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ فقہاء و محدثین کی ایک جماعت جس میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ جیسے لوگ شریک ہیں عمرو بن شعیب کی حدیث کو تسلیم نہیں کرتی اور اعفوا اللحی کے عموم کی قائل ہے اور اگر کوئی شخص وجوب کا قول حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے عمل کی دلیل پر اختیار کرتا ہے تو یہ اور طرفہ تماشا ہے۔

2۔ ''وقال آخرون'' میں طبری نے جس مسلک کا ذکر کیا ہے وہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جیسا کہ فتح الباری کے حوالے سے اوپر گزر چکا ہے اور وہاں دو باتیں اور مذکور ہیں ایک یہ کہ حضرت عطاء کا قول بھی اسی طرح کا ہے جیسا حضرت حسن بصری کا ہے اور دوسری بات یہ کہ امام طبری نے حضرت عطاء کے قول کو اختیار کیا ہے۔ ان دونوں کے مسلک کا صحیح مفہوم کیا ہے میں اوپر تفصیل سے لکھ آیا ہوں، اس لئے یہاں اعادہ بے کار ہے ہاں اس کا ذکر ضروری ہے کہ علامہ عینی نے حضرت عطا کا جو مسلک نقل کیا ہے اس میں اور ''قال آخرون'' والے مسلک میں کوئی قابل ذکر فرق نہیں ہے۔ فتح الباری میں حضرت حسن بصری کا قول نقل کرنے کے بعد کہا گیا ہے۔ وقال عطاء نحوہ (اور عطاء نے بھی اسی طرح کی بات کہی ہی جیسی حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے) حضرت

عطاء کا مسلک عینی نے ان الفاظ میں نقل کیا ہے۔

وقال عطاء لا باس ان یاخذ من لحیة الشئ القلیل من طولها وعرضها اذا اکبرت وعلت کراهة الشهرة وفیه تعریض نفسه لمن یسخر به واستدل بحدیث عمر بن هارون

اور عطاء نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ کوئی شخص اپنی ڈاڑھی کے طول وعرض سے اس وقت کچھ تھوڑا سا حصہ کٹوا دے جب وہ بہت بڑھ جائے کیونکہ شہرت ایک مکروہ شے ہے اور اس میں اپنے آپ کو اضحوکہ بنانا بھی ہے اور انہوں نے عمر بن ہارون کی حدیث سے استدلال کیا ہے۔

اگر کوئی کہے کہ تم یہ کس دلیل کی بنا پر کہتے ہو کہ دونوں قول مختلف نہیں ہیں تو میں اس کے جواب میں کہوں گا کہ اس کی ایک دلیل حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا بیان ہے۔ فتح الباری اور عمدۃ القاری دونوں میں طبری کا حوالہ ہے۔ ہر صاحب علم دونوں کو پڑھ کر دیکھ سکتا ہے کہ فتح کا حوالہ کامل اور عمدہ کا حوالہ ناقص ہے۔ عمدہ میں تو اس جماعت کا کوئی ذکر ہی نہیں ہے جو اعفاء لحیہ کے حکم میں تخصیص کی قائل نہیں، حالانکہ طبری نے سب سے پہلے اسی جماعت کا ذکر کیا ہے اس کے علاوہ عمدہ میں یہ بھی موجود نہیں ہے کہ امام طبری نے خود کس قول کو اختیار کیا ہے اور فتح میں اس کی تصریح موجود ہے۔ راقم الحروف نے اس مقالے کو شق نمبر 4 میں یاخذ من طولها وعرضها مالم یفحش کے مسلک پر تفصیل سے گفتگو کی ہے وہاں دیکھ لی جائے۔ اور اگر کوئی شخص اصرار کرے کہ "قال الآخرون" میں جس قول کا ذکر ہے وہ عطا کے قول سے علیحدہ ہے دونوں ایک نہیں ہیں تو اسے اس اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ وہ اس مبہم اور محتمل قول سے کیا فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ اس قول میں ایک قوی احتمال اس کا بھی موجود ہے کہ ایک قبضے سے اوپر ڈاڑھی کٹوانے کو فحش کی حد میں داخل کیا جائے تو پھر اس محتمل قول کو اس کے جواز کے لئے بطور دلیل پیش کرنا کس طرح صحیح ہوگا۔

3۔ غیر ان معنی ذالک عندی مالم یخرج من عرف الناس کے سلسلے میں عرض ہے کہ برادرم ملک غلام علی نے یہ بات نظر انداز کر دی ہے کہ اس میں ہمارے زمانے کے لوگوں کا عرف نہیں

بیان کیا گیا ہے بلکہ اس زمانے کا عرف بیان کیا گیا ہے جب علماء و مشائخ بالخصوص اور مسلمان عوام بالعموم ڈاڑھی کی مقدار میں بھی اسوۂ نبوی ﷺ کی پیروی کرتے تھے اور جیسا کہ ابن الھمام کے حوالے سے گزر چکا نویں صدی ہجری تک ایک مشت سے اوپر ڈاڑھی کٹوانا صرف عرف عام کے خلاف نہ تھا بلکہ اس کو جائز ہی نہیں سمجھا جاتا تھا اس لئے عمدۃ القاری میں مذکور ''عرف الناس'' اور مولانا مودودی کے بیان کئے ہوئے عرف عام میں اختلاف ہے۔

آخر میں ملک صاحب کی خدمت میں ایک بات عرض کرنی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ چونکہ ایک جلیل القدر صحابی رسول اور اعفاء لحیہ کی حدیث کے راوی بھی ہیں اس لئے اصولی طور پر فقہا کی ایک جماعت نے ان کے عمل کی وجہ سے ایک قبضے سے زیادہ مقدار لحیہ کو کٹوانا جائز اور اس کو قدر مسنون کی آخری حد قرار دیا ہے۔ اگر صحابی رسول کے علاوہ کوئی دوسرا ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کے قول و فعل اور خلفائے راشدین کی سنت کی روشنی میں اس کا عمل رد کر دیا جاتا۔ ایسی صورت ظاہر ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے عمل کو قدر مسنون کی آخری حد قرار دیا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ایک قبضے سے کم مقدار کو کسی امام فقہ نے جائز قرار نہیں دیا اور یہ بات اوپر کئی جگہ آ چکی ہے کہ فقہاء و محدثین کی ایک جماعت نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے عمل کو بھی تسلیم نہیں کیا اور حدیث رسول کے عموم ہی کی قائل رہی۔ پھر ہم آپ، اب کس اصول کے تحت یہ استنباط کر سکتے ہیں کہ گالوں سے لگی ہوئی یا اک ذرا سی مختصر ڈاڑھی بھی مسنون ڈاڑھی ہے۔ کیا واضح دلائل کو چھوڑ کر مالم یفحش اور مالم یتشبہ باہل الشرک جیسے مبہم اقوال سے اس طرح کا استنباط کوئی صحیح استنباط ہوگا؟

مزید مستند اور بالکل درست بیان متعلقہ داڑھی (شرعی فیصلہ):

1۔ زمانے کے شعبدوں نے مسلمانوں کو اسلام سے کس قدر غافل اور بیگانہ بنا دیا ہے۔

2۔ حیف۔ صد حیف کتاب مبین اور سنت مطہرہ کے ہوتے ہوئے مسلمان ناکام رہیں۔

3۔ یورپ کے الحاد و زندقہ کی باد سموم ایسی چلی کہ مسلمانوں کے روشن دماغ ماؤف ہو گئے بلکہ یورپین وضع قطع تہذیب و تمدن سے مرعوب ہو کر ان کے نقش قدم پر چلنا شروع کر دیا، اور نبی معظم ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے عار آنے لگی۔

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

مسٹر ایلیٹ وار برٹن اپنی کتاب ''مشرق زریں میں چند ایام'' میں ترکوں کی موجودہ مغربی تہذیب سے متاثر ہو کر جو لکھتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہے: ''مسلمان اس بات کو ناپسند کرتے ہیں کہ لوگ داڑھی مونچھیں منڈائیں۔ آدم کم حیثیت اور سفلہ سا معلوم ہونے لگتا ہے۔ داڑھی سے چہرہ بارعب رہتا ہے، داڑھی شاہانہ آن بان ہے۔ قدرتی زینت ہے'' یہ انگریز کا فتویٰ ہے۔

4۔ آیات قرآنی، رستہ ابراہیمی۔ سورہ بقرہ رکوع 15۔

ترجمہ: ''اول جب امتحان لیا ابراہیم کا ان کے رب نے چند باتوں میں۔ پس وہ ان کو پورے طور پر بجالائے، علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ موطأ میں فرماتے ہیں کہ دس چیزوں میں امتحان لیا گیا۔ ناخن کٹوانا۔ بغلوں کے بال صاف کرنا۔ موئے زیرناف کی صفائی۔ ناک میں پانی ڈالنا۔ کلی کرنا۔ استنجا کرنا اعضا دھونا۔ مسواک۔ مونچھیں کٹوانا۔ داڑھی بڑھانا۔

اللہ تعالیٰ نے حکم دیا: ''اور پیروی کرو ابراہیم علیہ السلام کی ملت کی جو کہ حنیف تھے'' اس میں ان کے تباع کا حکم ہے مسلمانوں کے لیے۔ اتباع ابراہیمی واجب ہوا۔ بصیغہ امر حکم دیا گیا ہے۔

موطا: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اتباع کی نسبت کا حکم دیا گیا ہے۔ فتح الباری میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے صحیح روایت کہ جن کلمات کی نسبت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آزمائش ہوئی۔ یہی خصال فطرت ہیں۔ اور آزمائش واجب چیز پر واقع ہوتی ہے۔ (یعنی یہ چیزیں مسلمانوں پر واجب ہیں) قرآن مجید میں ہے:

ترجمہ: ''پس آپ کرلیں اپنا رخ دین (اسلام) کی طرف پوری یکسوئی سے مضبوطی سے پکڑ لو) اللہ کے دین کو جس کے مطابق اس۔ نے لوگوں کو پیدا فرمایا۔ کوئی ردوبدل نہیں ہوسکتا اللہ کی تخلیق میں یہی سیدھا دین ہے'' (ترجمہ از تفسیر ضیاء القرآن۔ راقم)

2۔ تفسیر خازن جلد پنجم: دین فطرت پر سچے دل سے چلنے والے کے لئے یہی ایک آیت اور مذکورہ حدیث کافی ہے۔ مذکورہ فضائل کا چھوڑنا دین نہیں، بلکہ بے دینی ہے فتح الباری شرح بخاری۔

ترجمہ: قاضی ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ نے عجیب بات بیان کی میرے نزدیک اس حدیث میں جتنی فضیلتیں مذکور ہیں سب واجب ہیں۔ جو شخص ان کو چھوڑ بیٹھے اس کی صورت انسانوں کی صورتوں جیسی نہیں رہتی۔

قرآن عزیز میں ہے کہ شیطان نے کہا تھا: وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ۔ (النساء:119) ''میں انسانوں کو حکم دوں گا کہ وہ اللہ کی پیدا کردہ مخلوق تبدیل کردیں گے۔'' اس میں ڈاڑھی منڈانا بھی آ گیا تفسیر حقانی جلد 3 ص 251۔ ثابت ہوا'' داڑھی منڈانا خدا کی بنائی ہوئی شکل کو بگاڑنا ہے۔ جو کہ شیطانی کام ہے۔

داڑھی رکھنا متواترات دین اسلام اور بدیہات میں سے ہے۔ اس کا انکار بداہت کا انکار اور تواتر کا انکار ہے۔ داڑھی رکھنا تمام انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کا طریقہ مبارکہ ہے۔ سلف صالح صحابہ و تابعین وجملہ ائمہ، اولیاء اللہ داڑھی رکھتے آئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کا بکرآت و مرات حکم فرماتے رہے۔ علمائے امت حکم فرماتے رہے۔ مستقل ابواب میں مفصل بیان فرماتے رہے۔ رسائل لکھتے آئے۔ محدثین، فقہا۔ صوفیاء عوام وخواص بھی اس طریقہ پر عمل کرتے آئے ہیں۔ داڑھی رکھنے والا اصل فطرت پر عامل ہے۔ کیا قرآن مجید میں داڑھی منڈانا یا فرنچ فیشن کا حکم ہے؟ کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ امر فرمایا ہے۔ کیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے حکم دیا۔ ہے؟ کیا ائمہ نے کوئی تقریری، عملی حکم نامہ پیش کیا۔

شفا قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ریش مبارک بہت گھنی تھی۔ سینہ مبارک کو ڈھانپتی تھی۔ قرآن کریم نے اطاعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرض قرار دیا ہے۔ رب کا فرمانبردار وہی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانبردار ہے۔ (سورہ نور رکوع 14، پارہ 18، سورہ احزاب پارہ 22۔ پارہ 29 سورہ جن)

داڑھی کا قرآن حکیم سے صریح ثبوت: موسیٰ علیہ السلام نے غصے میں ہارون علیہ السلام کی داڑھی پکڑ لی تو ہارون علیہ السلام نے فرمایا'' اے میرے اماں جائے بھائی! میری داڑھی اور سر کو مت پکڑ''۔ ثابت کہ داڑھی تمام نبیوں کا طریقہ مبارک، داڑھی کی مقدار قبضہ کے برابر۔ یہ ثبوت بھی

ہے اور مقدار یعنی کم از کم چار انگشت۔

قرآن مجید: مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا۔

نصِ صریح: جس کا حکم آپ ﷺ دیں عمل کرنا واجب ہے۔

دوسری جگہ ارشاد: من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔

بخاری جلد دوم۔نسائی۔تین احادیث۔''مشرکین کی مخالفت کرو۔داڑھی خوب بڑھاؤ۔یعنی زیادہ کرو۔مونچھیں باریک کرو''

مجمع البحار (حدیث کی لغت): ''داڑھی کے بال خوب زیادہ کیے جائیں اور بڑھائے جائیں۔کاٹے نہ جائیں۔داڑھی کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے۔نہ کترائی جائے نہ منڈائی جائے۔منڈانا، کاٹنا اور اس کی شکل بگاڑنا مکروہ تحریمی ہے۔مسلم شریف میں پانچ لفظ ہیں۔تمام صیغے امر کے ہیں۔امر وجوب کے واسطے ہوتا ہے۔

نور الانوار: جمہور علماء کے نزدیک امر کا حکم وجوب کا ہے۔داڑھی کا حکم دراصل قرآنی حکم ہے۔جو عمل نہ کرے خدا کا منکر ہے۔اطاعت نبی ﷺ اطاعت خداوندی ہے۔ہمارے روشن خیال حضرات کہتے ہیں: داڑھی کا حکم قرآن میں نہیں۔

بخاری شریف: راوی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، ائمہ حدیث مسندوں اور صحاح میں روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اللہ کی لعنت ان عورتوں پر جو گوندنے والی اور گوندوانے والی۔اور منہ کے بال نوچنے والی ہیں۔سجاوٹ کی خاطر دانتوں میں کھڑکیاں بنانے والیاں ہیں۔انہوں نے رب کی تخلق کو بگاڑا ہے۔ایک عورت نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا: قرآن میں یہ حکم نہیں۔فرمایا: ''ما اتا کم الرسول فخذوہ ومانھکم عنہ فانتھوا۔'' آپ کا فرمان رب کا فرمان ہے۔آپ کی ذات اقدس بہترین نمونہ بحوالہ قرآن مجید۔فَاتَّبِعُوْنِیْ والی آیت کریمہ بھی ملاحظہ فرمائیں از قرآن حکیم۔

خلافت پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز نخواہد بہ منزل رسید

(سعدی رحمۃ اللہ علیہ)

1) داڑھی۔جمع الفوائد میں حدیث: راوی ابی درواء رضی اللہ عنہ۔ (معجم کبیر) آپ نے وضو فرمایا: ریش مبارک کا خلال کیا۔ (خلال پوری داڑھی ہو تب ہی کرنے کی ضرورت ہے)

2) راوی عثمان رضی اللہ عنہ: ''جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرماتے تو پانی کی ایک لپ لے کر ٹھوڑی کے نیچے داخل فرماتے۔ خلال فرماتے۔ (اگر داڑھی چھوٹی ہوتی خلال کی ضرورت پیش نہ آتی)

3) عن عثمان رضی اللہ عنہ۔ترمذی شریف۔

4) راوی عبداللہ بن سجرۃ رضی اللہ عنہ۔ بخاری' ابوداؤد۔ صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش کا حرکت کرنا نماز میں دیکھا کرتے تھے۔ سمجھ لیتے قرآت فرما رہے ہیں۔ چھوٹی داڑھی کیا حرکت کرے گی۔

5) راوی عائشہ رضی اللہ عنہا۔طبرانی جمع الفوائد۔ مسواک ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتی۔ کنگھی داڑھی مبارک کے لئے۔

6) بخاری' ابو داؤد۔حدیبیہ میں عروہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک پکڑتا، تو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ اپنی تلوار کے پھل کو اس کے ہاتھ پر زور سے مارتے، تاکہ ہاتھ پرے ہٹالے۔ (قبضہ عربی میں مٹھی بھر جانے کو کہتے ہیں)۔ فتح کے ساتھ بھی درست ہے۔

7) عن جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ: نسائی و مسلم۔ ریش مبارک کے صرف چند بال سفید تھے۔ ریش مبارک بہت گھنی تھی۔

8) عن حسن بن علی رضی اللہ عنہ: ترمذی۔معجم کبیر طبرانی۔ جمع الفوائد۔ بہت طویل حدیث۔ امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنے ماموں ہند رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ حضور نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک اور ذاتی اوصاف بیان کریں۔ تاکہ میں ان پر عمل کروں۔ اعضا گوشت سے پُر۔ چہرہ یوں چمکتا جیسے 14ویں رات کا چاند۔ قد مبارک نہ زیادہ نہ پست۔ نہ طویل۔ میانہ قد۔ بال مبارک کنگھی کئے ہوئے۔ کانوں کی کو لٹکتے۔ رنگ چمکتا۔ پیشانی کشادہ۔ بھویں نہایت باریک۔ کمان کی مانند۔ ستواں ناک۔ اس پر نور چمکتا۔ نہایت بھاری اور گھنی داڑھی مبارک۔ سیاہ بڑی آنکھیں۔

حدیث: سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے صرف ڈاڑھی کا ایک بال تھا۔ جنگ بدر میں گیا۔ اس کی برکت سے اللہ نے مجھے گھنی ڈاڑھی عطا فرمائی۔

شرعی حد:

احادیث (بخاری جمع الفوائد)

1۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ۔ حج یا عمرہ سے فارغ ہو کر حجامت بنواتے تو اپنی داڑھی کو پکڑ لیتے تھے۔ جو قبضہ یعنی مٹھی سے زائد بال نکلتے ان کو کاٹ دیتے۔

2۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی داڑھی کو مٹھی میں لے لیتے زائد بال کاٹ دیتے۔ (عمدۃ القاری شرح بخاری)

3۔ عینی شرح بخاری: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بہت لمبی داڑھی والے کی داڑھی کو ہاتھ میں پکڑا اور زائد بال کاٹ دیئے۔

ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں ایسے ہی لکھتے ہیں۔ نہایہ شرح ہدایہ میں بھی ہے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الآثار میں ذکر کیا ہے۔ فرمایا: اس پر عمل ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔ ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا اور ہمارا۔ ایسی کئی روایات۔ حاصل یہ کہ داڑھی کی مقدار مسنون مقدار قُبضہ ہے۔

مجمع البحار (تمام کتب حدیث کی لغت) میں ہے کہ داڑھی کا کٹانا عجم کے کفار کا فعل ہے۔ درمختار ص: 600 اگر کوئی عورت اپنے بال کٹائے تو ملعونہ ہے۔ حرام ہے داڑھی کٹانا۔ ہدایہ میں ہے کٹوانے والے پر دیت (تاوان) واجب ہے۔ مالا بد منہ میں ہے کہ تراشیدن ریش پیش از قبضہ حرام ہے۔

4۔ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ: مقدار قبضہ سے کم کرانا داڑھی کا خواہ منڈانا ہو یا کٹانا حرام است۔

5۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ: ''جو شخص کسی قوم کے ساتھ تشبہ کرے وہ ان میں سے ہے۔'' (حدیث شریف) داڑھی منڈانا کفار، افرنگی، یورپین، یہود، ہنود، مجوس کا شعار اور فعل ہے۔ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان خدا کا فرمان ہے۔ صوفیائے کرام: جب داڑھی بڑھے تو ایک قبضہ

کی مقدار رکھے۔امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ (کیمیائے سعادت)۔عطا کے ایک گروہ نے کہا ہے کہ اسے چھوڑنا چاہیے۔

مٹھ برابر حضرت داڑھی عمر تریسٹھ در ہے
وچہ جماعتاں اُچے وسدے عظمت نال کھڑے

فتویٰ مفتی عزیز الرحمٰن: ریش کا قطع کرانا حد شرعی سے زیادہ حرام ہے۔مرتکب اس کا فاسق۔اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔(الرشید جلد 3 ص 335) داڑھی منڈانے کے باعث اقتصادی نقصان بھی ہیں۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

داڑھی مسلمانوں کا شعار قومی ہے۔داڑھی مردوں کی خوبصورتی اور زینت ہے (شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ) داڑھی کے بے شمار فوائد ہیں جسے حضور شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہوگی وہ ضرور داڑھی رکھے گا۔اے اللہ! مسلمانوں کو آپ کے اسوہ حسنہ پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ایں دعا از من داز جملہ جہاں آمین باد۔(ماخوذ۔تلخیص مفہوم از رسالہ العُجالہ۔داڑھی کے متعلق شرعی فیصلہ 15 اکتوبر 1966ء 25 جمادی الآخر 1386ھ۔مؤلف) جناب شیخ محمد لائلپوری انوری قادری

ایک واقعہ بحوالہ رسالہ مذکورہ از ص 39، 40:

جڑانوالہ سے ایک گریجوایٹ کا خط مذکورہ مؤلف کے پاس آیا۔لکھا کہ آج کل میرا نکاح ہونے والا ہے۔والدین مجبور کرتے ہیں کہ داڑھی منڈوائے۔مگر میں انکار کرتا ہوں۔گذشتہ شب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا کہ فرما رہے ہیں داڑھی ہرگز نہ منڈانا۔میں تیری شفاعت کروں گا۔مشورہ دیں اب میں کیا کروں۔

جناب مؤلف نے جواب دیا: آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرما رہے ہیں میرے مشورے کی کیا ضرورت ہے۔بعد میں پتہ چلا کہ نکاح ہوگیا اور داڑھی بھی نہ منڈائی۔

بیانِ دِگر سورہ النساء۔ آیت کریمہ 119:

جب ابو البشر سیّدنا آدم علیٰ نبینا علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کے باعث شیطان (ابلیس) راندۂ درگاہِ رحمت ہوگیا تو اس نے اس وقت دل میں اولادِ آدم کو گمراہ کرنے کی ٹھان لی اور اس کا اظہار بھی کردیا جس کا بیان آیت نمبر 118 میں موجود ہے۔

آیت نمبر 119 میں شیطان کا بیان اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ: ''وَلَاٰمُرَنَّھُمْ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰہِ'' ترجمہ: میں انہیں حکم دوں گا تو وہ ضرور بدل ڈالیں گے اللہ کی مخلوق کو۔ شیطان جس امید سے کسی کو زیادہ فریب دے سکتا ہے اس کے لئے اس کا جال بُنتا ہے۔ تغیر خلق سے مراد کسی جانور کے کان کاٹ دینا، کسی مرد کو خصی کردینا، عورتوں کا بال کٹا کر مردوں کی مشابہت اختیار کرنا، مردوں کا ڈاڑھی منڈانا وغیرہ اعمال ہیں۔ صاحب کشاف نے اس کی تشریح کی دین اسلام جو دینِ فطرت ہے اس میں ردّ و بدل اور کانٹ چھانٹ کرنا اور اس کا حلیہ کچھ سے کچھ کردینا ہے (تفسیر ضیاء القرآن جلد اوّل) تفسیر حقانی میں بھی ایسا ہی بیان ہے۔ دیگر بے شمار تفاسیر میں ایسا ہی مواد موجود ہے۔

نوٹ:

پہلے تین حصوں میں ڈاڑھی سے متعلقہ جن احادیث مبارکہ کو لکھا ہے یا حوالہ دیا ہے ان کے علاوہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن شیبہ رحمۃ اللہ علیہ علامہ علی متقی ہندی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ الہیثمی رحمۃ اللہ علیہ، امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ، امام ام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ، علامہ مرغینانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ، علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ، فقہا مالکی، حنفی رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتب مبارکہ میں یہ احادیث نقل فرمائی ہیں۔ سبھی کا خلاصہ اور مفہوم یہ ہے کہ ''داڑھی قبضہ سے کم نہ ہو''۔ اگر زائد ہو تو بعض نے حکم فرمایا ہے کہ اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے اور بعض حضرات نے فرمایا ہے قبضہ سے زائد بال کاٹ دیئے جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس عظیم موکدترین سنت مطہرہ پر عمل کی توفیق دیں تا کہ ہماری شکلیں مسلمانوں جیسی ہوں۔ مسلمانوں کا

قومی اور اسلامی شعار زندہ ہو۔ اور جملہ اولیاء اللہ، محدثین، ائمہ، تابعین وصحابہ کرام، انبیاء کرام خصوصاً سید المرسلین ﷺ کے چہروں کے مطابق ہمارے چہرے بھی ہوں۔ راقم ناچیز رب تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کرتا ہے کہ ہماری داڑھیاں سنت عظیمہ ومطہرہ ومبارکہ کے عین مطابق ہوں۔ اور غیر مسلموں کے طریقے کی مخالفت ہو۔ آمین ثم آمین۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ: وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: یہ شیطان کا چوتھا فریب دھوکہ ہے (پہلے تین کا ذکر اس سے پہلے آچکا کاتب الحروف) جس کا تعلق بھی انسان کے اعمال سے ہے۔ یہاں بھی امر کے وہی تینوں معنی ہیں جو ابھی بیان ہوئے۔ یہ بہت وسیع کلمہ ہے اس میں بہت جرم شامل ہیں اونٹ کی ایک آنکھ پھوڑ کر اسے کانا کر دینا۔ یہ ہے اللہ کی خلق کی صورت بگاڑنا، غلاموں کو خصی کر دینا، اپنے چہرہ وہاتھوں پر گود کر نیل بروالینا، دوسری عورت کے بال جوڑ کر اپنے بال لمبے کرنا۔ عورتوں کا عورتوں سے زنا کرنا، خوخصی ہو کر مخنث یا ہیجڑا بن جانا، لواطت کرنا، عورتوں کا سر منڈانا یا بال کٹوانا (فیشن کے لئے) مردوں کا عورتوں جیسے بال رکھنا، چوڑیاں یا زیور پہننا، بلاضرورت جانور کو خصی کرنا، سیاہ خصاب لگانا، ڈاڑھی منڈانا، مونچھیں بہت لمبی رکھنا، یا منڈا دینا، یہ سب عمل خلق اللہ کی تغیر وتبدیلی ہے۔ جو حرام ہے ان کے متعلق بہت احادیث وارد ہیں، (روح البیان، روح المعانی، خازن) چاند تاروں پتھروں کی پوجا کرنا، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنا کہ یہ تغیر اعتقادی ہے کیونکہ ہر بچہ اسلام پر پیدا ہوتا ہے اب جوان ہو کر دوسرا دین اختیار کرنا اپنی خلقت کی تبدیلی ہے۔ چاند تاروں پتھروں کو اپنا معبود بنا لینا تبدیلی خلق اللہ ہے کیونکہ رب نے انہیں ہمارے خادم بنایا ہے۔ غرض یہ کہ یہ ایک جملہ عقاید اور اعمال کی بہت صورتوں کو شامل ہے یہ سب شیطانی دھوکہ ہے۔ آگے چل کر لکھتے ہیں بعنوان تیسرا فائدہ: مردوں کا ڈاڑھی منڈانا عورتوں کو سر منڈانا، مردوں کو زنانہ لباس وضع قطع اور عورتوں کو مردانہ لباس وضع قطع حرام ہے۔ کہ یہ سب تغیر خلق اللہ ہے۔ ہم حکم کے بندے ہیں۔ جن تبدیلیوں کا رب نے حکم دیا وہ تبدیلیاں کرنا عبادت ہے۔ جن سے منع فرمایا وہ تبدیلی حرام ہے۔ داڑھی کے بال منڈانا، زیر ناف کے بال نہ منڈانا حرام حالانکہ بظاہر یہ دونوں

بال ہی ہیں۔ داڑھی رکھنا عبادت اور سر پر چوٹی رکھنا کفر ہے" جو نفس کی مانے اس نے خلق اللہ تبدیلی کر لی وہ عذاب کا مستحق ہے۔ (تفسیر نعیمی جلد پنجم مصنف حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ۔)

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ داڑھی دس ہزار کو کہیں سے قیمتا مل جائے تو میں اسے خرید لوں۔ (افسوس کہ آج ایسی قیمتی شے کو الٹا پیسے سے منڈا کر گندی نالیوں میں پھینک دیتے ہیں۔)

نکتہ:

داڑھی بری کیسے ہو سکتی ہے۔ اس کی وجہ سے تو آدمی کی تعظیم ہوتی ہے۔ لوگ وقار کی نظر سے اسے دیکھتے ہیں اور مجلسوں میں اونچا بٹھاتے ہس۔ عوام اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور جماعت میں امام بناتے ہیں اور آبرو محفوظ رہتی ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ آخر زمانے میں کچھ قومیں ہوں گی جو اپنی داڑھیوں کو کبوتروں کی دموں کی طرح کتریں گی...... ان لوگوں کا دین سے کوئی بہرہ نہ ہوگا۔ (اردو ترجمہ احیاء العلوم، (اوّل) مترجم مولانا محمد فیض احمد اویسی)

بیانِ دگر:

1) صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مونچھیں کٹواؤ اور داڑھیاں لٹکاؤ (بڑھاؤ) مجوسیوں کی مخالفت کرو۔

2) صحیح بخاری و مسلم: راوی ابن عمر رضی اللہ عنہما: حدیثِ مبارکہ ہے کہ مشرکین کی مخالفت کرو۔ داڑھیوں کو زیادہ کرو اور مونچھوں کو خوب کم کرو۔

3) حدیث شریف: راوی ابن عباس رضی اللہ عنہما، بحوالہ ترمذی: حضور نبی اکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مونچھیں کم کرتے تھے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام بھی یہی کرتے تھے۔

4) نسائی نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ صحیح مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ مفہوم: جو مونچھ نہ کاٹے وہ ہم میں سے نہیں۔ (حدیث کا مفہوم)

(بہارِ شریعت، جلد 16 از مولانا محمد امجد علی رحمۃ اللہ علیہ)

کبھی بزرگان دین اسلام، مشاہیر اسلام، محدثین، مفسرین، خواجگان، ائمہ کرام، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین رحمۃ اللہ علیہ، اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ڈاڑھی سے متعلقہ مذکورہ بیان ہمیشہ فرمایا ہے۔ راقم کس کس بزرگ کا نام لکھے، مشتے نمونہ از خروارے، اولیاء اللہ میں سے: بابزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ محبوب عالم ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ صدیق احمد ہاشمی سیدری رحمۃ اللہ علیہ، (چند اولیاء اللہ کے نام لکھے بطور تبرک) ورنہ تمام اولیاء وصحابہ وائمہ سنتوں کی پابندی کما حقہ فرماتے رہے ہیں۔ حضرت اسمٰعیل بخاری کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ صدیق احمد سیدری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ڈاڑھی کی سنت کا اس طرح لحاظ رکھا جاتا ہے کہ پہلی صفوں میں بغیر داڑھی اور چھوٹی داڑھی والے کو بلا استثنیٰ کھڑا نہیں ہونے دیتے تھے۔ کاتب الحروف جب پہلی بار سیدا شریف کے جمعہ شریف میں حاضر ہوا اگلی پہلی صف میں بیٹھ گیا اگرچہ داڑھی تھی مگر مسئلہ کے مطابق صحیح نہ تھی۔ بندہ نے، ابتدا ہی سے ایک بار بھی داڑھی نہیں منڈائی۔ بھائی عطا محمد صاحب مرحوم (لانگڑی) نے مجھے پکڑ کر پچھلی صفوں میں بٹھا دیا۔ یہاں متشرع پوری داڑھی والے اگلی صفوں میں بیٹھتے تھے۔ ہمیں اس سنت کا مذاق نہیں اڑانا چاہئے۔ مولائے رحیم وکریم وستار وغفار ہمیں عمل صالح کی توفیق بخشے۔ ہمیں بھی توفیق الٰہی مانگنی چاہئے۔ ہمارا حال تو علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے یوں صحیح بیان فرما دیا تھا۔ اس حال سے نکلنے کی جدوجہد کرنا لازمی ہے۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

دنیا

دلا غافل نہ ہو یکدم یہ/چھوڑ جانا ہے
باغیچے چھوڑ کر خالی زمیں اندر سمانا ہے
تیرا نازک بدن بھائی جو لیٹے سیج پھولوں پر
ہوویگا ایک دن مردار یہ کرموں نے کھانا ہے
نہ بیلی ہو سکے بھائی .نہ بیٹا باپ تے مائی
کیا پھرتا ہے سودائی عمل نے کام آنا ہے
فرشتہ روز کرتا ہے منادی چار کوتوں پر
محلاں اونچیاں والے تیرا گوریں ٹھکانا ہے
غلام اک دم نہ کر غفلت حیاتی پر نہ ہو نمرہ
خدا کی یاد کر ہر دم جو آخر کام آنا ہے

کمترین محمد عبدالخالق توکلی

بیان از فتاویٰ رضویہ

(نوٹ: کمترین نے جب مسودہ تیار کرلیا۔ اس کے بعد فتاویٰ رضویہ دستیاب ہوا اس لئے یہ بیان آخر پر ہے)

ابتداء میں داڑھی کے بیان کے علاوہ بھی راقم نے بعض ضروری ارشادات لکھے ہیں۔
اعلحضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سوالات کے جوابات میں جو کچھ تحریر فرمایا اس میں سے چندایک ارشادات:

1) بحوالہ صفحہ 173۔ اللہ کی لعنت ان عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت پیدا کریں اور اُن مردوں پر جو عورتوں سے تشبّہ کریں۔ (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے)

2) مسئلہ 50: لباس کے بارے میں استفسار پر تحریر فرمایا: ''ایسا لباس جس سے کافرو مسلمان کا فرق نہ رہے۔'' **من تشبّہ بقوم فھو منھم**۔ جو بھی کسی قوم سے مشابہت کرے وہ ان ہی میں سے ہے۔

3) صفحہ 194: فرنگیوں کی وضع پہننا کفر ہے۔

4) صفحہ 201، مسئلہ 57 پر: مرد کے واسطے غیر عورت کو دیکھنا اور عورت کا غیر مرد کی طرف نظر کرنا حرام ہے۔

5) صفحہ 571 تا آخر بیان متعلقہ داڑھی ہے۔ راقم نے چند مسائل نوٹ کئے ہیں۔ ایک سوال کا جواب: داڑھی حد مقرر شرع سے کم نہ کرانا واجب ہے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انبیاء علیہم السلام کی سنت دائمی اور اہل اسلام کا شعار ہے اور اس کے خلاف ممنوع اور حرام اور کفار کا شعار ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح میں فرماتے ہیں: داڑھی منڈانا حرام ہے۔ یہ فرنگیوں ، ہندوؤں کا طریقہ ہے۔ داڑھی بمقدار ایک مشت چھوڑنا واجب ہے، اس میں تغیر خلقت خدا بطریق ممنوع ہے اور وہ بنص قرآن مجید، اثر، اضلال شیطان اور بحکم حدیث لعنت الٰہی ہے۔ آگے آیت کریمہ 119 سورۃ النساء کا بیان ہے (جو کہ راقم پہلے ہی گذشتہ صفحات پر لکھ چکا ہے)

6) بحوالہ صفحہ 580۔ ریش ایک مشت یعنی چار اُنگل رکھنا واجب ہے۔ اس سے کمی ناجائز ہے۔ سنت اس لیے کہ دین میں آپ ﷺ کا جاری کردہ طریقہ ہے۔ جیسا کہ نماز کو سنت کہا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ واجب ہے۔ بحوالہ صفحہ 582: کچھ دوسرے علماء کا خیال ہے کہ داڑھی کو یک لخت مجموعی طور پر بڑھنے دیا جائے اور محدود نہ کیا جائے۔ تراشنے کو مکروہ خیال کرتے ہیں۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی کو پسند کیا ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ میں فرماتے ہیں: بے شک داڑھی کے (مشت سے) دراز حصہ میں اہل علم نے اختلاف کیا ہے۔ اگر کوئی مرد اپنی مشت بھر داڑھی کو پکڑ کر مشت سے زائد بالوں کو کاٹ ڈالے تو اس میں کوئی ہرج نہیں۔ کیونکہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور تابعین رحمۃ اللہ علیہ کے ایک گروہ نے اس طرح کیا تھا۔ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اچھا سمجھا۔ البتہ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، امام قتادہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ہمنوا لوگوں نے اس کو مکروہ کہا اور اسے بڑھتے ہوئے چھوڑ دینا مناسب اور پسندیدہ فرمایا ہے۔

مدارج النبوۃ میں ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی داڑھی ان کے سینے کو بھر دیتی تھی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بھی داڑھیاں ایسے ہی تھیں۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ لمبی اور چوڑی داڑھی والے تھے۔

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مشہور مقدار ایک مشت ہے۔ پس اس مقدار سے کم نہ ہو۔ اگر اس سے زیادہ چھوڑ دے تو بھی جائز ہے۔ علماء و مشائخ کے نزدیک ایک مشت سے زائد رکھنا بھی درست ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 22، رضا فاؤنڈیشن جامع نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ لاہور، جمادی الاخر 1423ھ میں یہ جلد شائع کی جس سے راقم نے چند سطور لیں)

تلخیص بیان مفتی فیصل عباس خان جامعہ نعیمیہ لاہور

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مَنْ زَیَّنَ الرِّجَالَ بِاللُّحٰی وَالصَّلٰوۃُ والسَّلَامُ عَلٰی مَنْ قَالَ جُذُّوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوْا اللّحی۔

امابعد! سنتِ مطہرہ گفتار و کردار اور شکل وصورت میں اس انداز کو پسند کرتی ہے جس انداز کو اس ہستی نے اختیار فرمایا، جن کے بارے میں خلاقِ عالم کا ارشاد ہے: "لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ" (الاحزاب 21:33)

اس سے ظاہر ہے کہ شریعت اسلامیہ اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ تمہارا ظاہر بھی حضور سید المرسلین ﷺ جیسا ہو اور باطن بھی ایسا ہو جس طرح رحمت عالمیان ﷺ نے بنانے کا حکم دیا ہے اور ہم وہی کام کریں جس کا آپ ﷺ نے حکم صادر فرمایا اور ان افعال کو ترک کر دیں جن سے منع کیا ہو۔ داڑھی شعائر اسلام میں سے ہے، جس کو جنابِ رسالت مآب ﷺ نے رکھنے کا حکم دیا اور منڈانے سے منع فرمایا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں باہم اختلاف اس میں ہے کہ احادیثِ مبارکہ کے ظاہری مفہوم کے پیش نظر داڑھی کو بالکل چھوڑ دیا جائے، خواہ وہ ایک مشت سے بڑھ جائے اسے کاٹا نہ جائے۔ بعض کا موقف یہ ہے کہ بڑھانے کے ساتھ ساتھ خوبصورتی بھی برقرار رہے تاکہ دائیں بائیں بکھرے ہوئے بالوں کا عوام مذاق نہ اڑائیں۔ لیکن قبضہ (ایک مشت) سے کم رکھنے کا قول نہ کسی صحابی سے ملتا ہے اور نہ کسی تابعی سے۔ (صاحب فتح القدیر نے بھی اس کی وضاحت فرمائی ہے۔ فتح القدیر جلد دوم صفحہ 76 کتاب الصوم باب مایوجب القضا وا کفارہ)

فتح الباری شرح بخاری میں بھی ایسا ہی بیان موجود ہے۔

مفتی فیصل عباس ایم اے بی ایڈ

خطیب جامع مسجد اللہ اکبر، آب پارہ ہاؤسنگ سکیم رائے ونڈ روڈ لاہور

نوٹ: آخری سطور کی تفصیلاً وضاحت کتابچہ ہذا کے دیگر صفحات پر پہلے ہی درج ہے۔

لاجواب اسلامی کُتب (اسلامی انسائیکلوپیڈیا)

درخواست بارگاہ ربّ العزت بوسیلہ جلیلہ سیدنا سراجاً منیراً ﷺ

شُغل میرا اب تو الٰہی شام و سَحر ہو اللہ اللہ
بیٹھے بیٹھے چلتے پھرتے آٹھ پہر ہو اللہ اللہ
(مجذوب)

ہاں مسلماں ہو کے جاؤں اس جہان سے اے خدا
بندگانِ خاص میں پھر رکھیو مجھ کو اے شہا
رہے رات دن تیرا تخیّل مجھ کو مدام
ایک ساعت بھی نہ ہو تیرے سوا مجھ کو آرام
(حضرت پیر بلوی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ)

محمد عبدالخالق توکلی
صدر سیرت رائیٹرز کلب فیصل آباد
مصنف، مؤلف، مرتب و سیرت نگار
سنئیر سبجیکٹ سپیشلسٹ گورنمنٹ کالج برائے تربیتی اساتذہ فیصل آباد

مکتبہ محبوبیہ
W-S-3، گلستان کالونی نمبر 1، فیصل آباد۔ رہائش: 041-8784141
فون: (محمد سلیم اختر) 0333-9926213,0333-9926503

اطلاعاً عرض

یہ کتب مقبولانِ حق تعالیٰ کی تعلیمات کے عین مطابق (رب تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں ہی نے قرآن وحدیث کو صحیح سمجھا ہے) فرقہ واریت سے بالکل پاک، عام فہم، مختصر مگر جامع، مستند اور ہر سطح کے قاری کے لئے مفید آیاتِ قرآنی، احادیث مبارکہ، ملفوظاتِ صالحین اور بے شمار معیاری اشعار سے مزین۔ دینی درسگاہوں کے نصاب میں شامل کرنے کے قابل

(خصوصی رعائت ہر ایک کیلئے)

فہرست

نمبر شمار	مضمون	ہدیہ
1	بے مثل ولادت وسیرت طیبہ۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ صفحات 520 (ہر کتاب کے چند عنوانات مشتے نمونہ از خروارے) نسب طاہر۔ فضائل اور کارنامے آباواجداد۔ امانت دار نور ازل۔ پہلی مخلوق کون سی؟ بے مثل ولادت۔ نور علیٰ نور۔ میلاد بر عظیم مشاہیر اسلام کا بیان۔ واقعہ حسن وجمال از ملکہ کاشانہ نبوت صدیقہ کائنات ؓ باب 2: اسمائے گرامی حضور سید المرسلین ﷺ مع جملہ خصوصیات۔ باب 3: خلقِ عظیم۔ باب 4: شانِ رسالت مآب ﷺ۔	250 روپے
	باب 5: معجزات۔ باب 6: زیارت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحالتِ بیداری۔ باب 7: فضیلت مدینہ منورہ مع دعوتی مکتوبات شریف (پڑھیئے اور لطف اٹھایئے) باب 8: اس میں آٹھ فصلیں ہیں۔ حلیہ مبارک کا بیان نثر میں اور شعروں میں بہت تفصیلی۔ خصائص از کتب حدیث وسیرت، ملکہ برطانیہ اور وزیر اعظم کا مکالمہ۔ باب 9: درود وسلام۔ خواب میں مادی اشیاء عطا فرمانا۔ باب 10: وصال شریف پر تفصیلی مواد۔ باب 11: حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ باب 12: اپنی پسند کا منتخب نعتیہ کلام۔	

نمبر	تفصیل	قیمت
2	امہات المومنین رضی اللہ عنہن۔ صفحات 368۔ فضائل۔ جداگانہ حالات۔ اولاد کرام ؓ سیدہ عائشہ طیبہ ؓ اور سیدہ خاتونِ جنت فاطمہ زہرا بتول ؓ کا تفصیلی تذکرہ۔ ہادیٔ اعظم ﷺ کی بہنیںؓ۔ گلستانِ نبوت کی مہکتی کلیاںؓ۔ سیرت طیبہ امامین کریمین مع ائمہ طریقتؓ علاماتِ قیامت اور رسولِ رحمت ﷺ کی گھریلو اشیاء مبارکہ	200/-
3	تاریخ وسیرت سیدنا ابوبکر صدیق ؓ مع خصوصی بیان صحابہ کرام ؓ رسالت مآب ﷺ اور جناب صداقت مآب ؓ کے مابین کامل توافق، مکمل یک رنگی۔ خلافت از قرآن حکیم عظیم کارہائے نمایاں۔ فتوحات۔ فتنۂ ارتداد۔ مکمل منظوم سیرت طیبہ، ابن زبیرؓ کا ذکر خیر۔ مجلسِ شوریٰ، باغِ فدک، عمدہ ترین خاتمہ از سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز۔	250/-
4	تاریخ وسیرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ مع خصوصی بیان۔ شہید المحرابؓ کے حالات از ولادت تا شہادت۔ خصوصاً فتوحات، اصلاحات کارنامے، فضائل، موافقتِ قرآنی۔ مکمل منظوم سیرت طیبہ۔ شہادت عمرؓ وعثمانؓ، علیؓ کا تاریخی پس منظر، عشرہ مبشرہؓ۔ حدیث قرطاس، متعہ کی حرمت پر تحقیقی مواد۔	200/-
5	تاریخ وسیرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ ذکر خیر ولادت تا شہادت۔ فضائل۔ فتوحات۔ جمع وتدوین قرآن۔ فتنوں کا آغاز۔ دردناک شہادت۔ سیرت منظوم۔ صحابہ کرامؓ پر خصوصی بیان از محققین۔	100/-
6	تاریخ وسیرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم۔ ولادتِ طیبہ تا شہادتِ عظمیٰ...... شب ہجرت۔ عقد مبارک۔ جنگ جمل، صفین مع تبصرہ۔ قرآن مجید اور حضرت علیؓ۔ خصوصیات خلافتِ راشدہ۔ اولادِ امجاد۔ سیرت منظوم۔ رجب کے کونڈے۔ مفید ترین بیان از امام ربانی مجدد الف ثانی۔	200/-
7	امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی۔ صفحات 370 حیاتِ طیبہ مع بعض مکتوبات شریف۔ گردن نہ جھکی جن کی جہانگیر کے آگے	200/-
8	گلشن محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مہکتے پھول صفحات 303 سوانح صالحین کی ضرورت۔ دوسو (200) اولیاء کا مختصر یا تفصیلی خوبصورت تذکرہ کرامات قیمتی ملفوظات صالحین مع محدثین وائمہ وتعارف حدیث شریف۔	140/-

نمبر	تفصیل	قیمت
9	نجوم ہدایت صفحات 270 صحابہ کرامؓ کون؟ متعلقہ قرآنی وحدیثی فیصلے۔ 7 1/2 راز صحابہ کرامؓ وصحابیاتؓ کے اسمائے گرامی بعض اصحابؓ کی مرویات وذکرِ جمیل۔	160/-
10	رضی اللہ عنہم ورضوعنہ۔ صفحات 88۔ ہدایت کے ستاروںؓ کا ایک ایک روح پرور ترین واقعہ اور اصحاب البدرؓ	50/-
11	جملہ امراض کا علاج از قرآن وحدیث، طب نبوی ﷺ صفحات 128۔ استفادہ فرمایئے	60/-
12	شاہراہ ہدایت:۔ اسلامی تصوف پر 19 صفحات طریقت، روح کی تربیت، قلبی عبادات، کرم اور عطا، دنیا اور آخرت، مقام تصوف، آداب فرزندی۔ عالم برزخ۔ پر عظیم عارفین اور جید علماء کے مضامین کی تلخیص	40/-
13	مُردوں کو زندوں کی ضرورت۔ صفحات 48۔ اور زندوں کے لئے نہایت ہی نفع بخش کتاب ہذا بمصداق دریا بکوزہ (درجنوں کتب کا نچوڑ)	30/-
14	شاہراہ طہارت: صفحات: 32 وضو، غسل، نماز کا منفرد اور سلیس بیان بے شمار کتب کا حاصل	30/-
15-16	"اربعین شریف" دو مجموعے۔ صفحات 43۔ 53 احادیث بمطابق اعداد اسم گرامی سیدنا احمد ﷺ اور چالیس احادیث	30/-
	مرتبین اربعین کی لسٹ" اشعار قصیدہ بردہ شریف مع ترجمہ اُردو۔ فارسی اشعار ہیں۔ اختتام کتاب 11 بہترین اشعار از عظیم مشاہیر اسلام۔	
17	سیدنا امام حسن علیہ السلام/رضی اللہ عنہ پاکیزہ سوانح حیات از ولادت تا شہادت سِرّی کا خوبصورت خوشبودار گلدستہ۔	100/-
18	"مصباح نجات" صفحات: 330 (بے شمار کتب کا نچوڑ) باب 1: حمد وثنا۔ باب 2: شانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باب 3: انبیاء علیہم السلام، ماضی کے سبق آموز اور دلچسپ واقعات۔ باب 4: نجات دہندہ امور از قرآن وحدیث مختصر مگر جامع۔ باب 5: اسلامی اور تاریخی بیانات۔ (مطالعہ فرمایئے اور قلبی تسکین لیجئے)	200/-

19	ذکرِ جمیل خواجہ صدیق احمد ہاشمی سیدی علیہ الرحمۃ صفحات 150 خلیفہ، معنوی فرزند، مرادِ خواجہ توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ	150/-
20 تا 24	پنج گنج (اصحاب البدرؓ۔عبداللہ بن زبیرؓ۔ قیمتی جواہرات مثنوی معنوی۔نورانی بیان از حدائق الاخیار، ذکرالٰہی	200/-
25	خواجہ معظم الدین علیہ الرحمۃ (محبوب خلیفہ خواجہ شمس الدین سیالویؒ) نہایت خوبصورت سوانحی خاکہ	
26	تاریخ ہائے عرائس (ایام اللہ)......تعارف نورانی تقاریب	30/-
27	گلزارِ توکلیہ خالقیہ کا ایک پھول (خواجہ خواصپوری) یادِ یاراں یار رامیون ہُوڑ۔	
28	عباد الرحمٰن (مبارک تذکرہ اولیاء اللہ)	150/-
29	اربعین نورانی	
30	11ذوالحجہ 1429ھ کا میرا اسلامی مشغلہ	30/-
31	اتحاد بین المسلمین	30/-
32	مؤکد ترین سنت مطہرہ (داڑھی کا تفصیلی بیان اور شرعی مقدار)	40/-
33 تا 36	میرا اسلامی مشغلہ حصہ اوّل، دوم، سوم، چہارم	
37	میرِ کارواں	
38	ملفوظاتِ عالی مظہریہ	
39	اخوندزادہ خواجہ سیف الرحمٰن مجددی رحمۃ اللہ علیہ	
40	گلزارِ توکلیہ خالقیہ منظوم	

نوٹ: مکتبہ محبوبیہ سے آستانہ عالیہ توکلیہ محبوبیہ صدیقیہ سیدا شریف کی تمام بے مثل کتب اسلامی تصوف اور ہر مسلک کی کتب بھی دستیاب ہیں۔

ہر کتاب پا خاص۔خاص۔خاص رعائت

تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے
دل مرتضیٰؓ، سوز صدیقؓ دے
عزائم کو سینوں میں بیدار کر دے
نگاہِ مسلماں کو تلوار کر دے

اقبال

توجہ فرمایئے

1. سیرت طیبہؐ سے آگاہی ہر مسلمان پر لازم ہے۔
2. سیرت صالحین نہایت نافع اور وسیلہ نجات ہے۔
3. صالحین کے کمالات حضور نبی الانبیاء ﷺ کے کمالات ہیں۔
4. مسلمانوں کی ذلت کی وجہ اسلام کی تاریخ کو فراموش کرنا ہے۔
5. قرآن مجید نے صرف انبیاء علیھم کے کردار اعلیٰ ہی کا بیان نہیں فرمایا بلکہ صالحین کا بھی نورانی بیان فرمایا جسے صراط مستقیم قرار دیا۔
6. ذکر صالحین سے غفلت اور گمراہی دور ہوتی ہے۔ سلامتی ایمان ویقین کی دولت ملتی ہے۔
7. ان کے حالات ومقالات وملفوظات علم وعمل کی روح، دنیا آخرت کے لئے رہبر، ہر دینی و دنیوی مشکل کا حل، نور ایمان بڑھانے قلب میں قوت اور بیداری پیدا کرنے والے ہیں۔

نامِ نیک رفتگان ضائع مکن
تا بماند نامِ نیکت برقرار

(شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ)

پروفیسر محمد عبدالخالق توکلی نیازمندِ فقراء علماء

رہائش: ''باب محبوب'' W.S.3 بلاک k گلستان کالونی I فیصل آباد فون: 041-8784141